

غزہ کی صورتحال اور عالمی برادری کی بے حسی

پعمل کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔ دوسرا واقعہ کلی مروت میں پیش آیا جہاں خفیہ معلومات کی بنیاد پر آپریشن کیا گیا۔ ہفتہ کی صحیح صوبہ پنجاب کے شہر میانوالی میں پاکستان ایئر فورس ٹریننگ ایئر میں پرہشگر دوں کا حملہ ناکام بنا دیا گیا۔ آئی ایس پی آر کے مطابق بر وقت کارروائی کے نتیجے میں تین دہشت گرد مارے گئے۔ 9 میں سے تین دہشت گردوں کو ایئر میں میں داخلہ سے پہلے ہی ہلاک کر دیا گیا۔ باقی کو گھیرے میں لے کر مقابلہ میں ہلاک کر دیا گیا۔ اس دوران جوانوں نے اشاؤں کی حفاظت کو قبیلی ہایا۔ بتایا گیا ہے کہ حملہ میں پہلے سے گاؤڈنڈ کے گھنے تین طیاروں اور فیول باوزر کو نقصان پہنچا۔ نگران و زیر ایصال پنجاب نے پاک فوج کی اس بر وقت کارروائی پر افسروں اور جوانوں کو بجا طور پر خراج تھیں پیش کیا۔ تاہم دشمنوں کی سرگرمیوں میں یہ تیزی بہرحال دشمنوں کے خلاف کارروائی کو آپریشن ضرب عضب اور آپریشن ردا الفاسد کی طرح زیادہ موثر اور ہمگیر بنانے کا تقاضا کرتی ہے۔ فوجی کارروائیوں کے ساتھ ساتھ دہشت گردی میں انسنون اضافہ کے اسباب کا تین اور تارک بھی لازمی ہے تاکہ مسئلہ جڑ سے ختم ہو۔ عام انتخابات کے اعلان کے بعد دشمنوں پر جلد اور پوری طرح قابو پالیا اور بھی ضروری ہو گیا ہے۔

پاکستان میں مختلف کھیل عدم توجہ کا شکار

پاکستان کرکٹ بورڈ کے دکام اور پکستان کے بلند باغِ دعوؤں کا ہفتہ کی شام نیجے سامنے آ گیا۔ کرکٹ کا کھیل ہار جیت اور اونچی تھی سے عبارت ہے۔ اس کھیل ہی سمجھنا چاہیے۔ جنگ دو ملکوں کی لڑائی اور جمار بنا کر قوم کو جنون میں بنتا کرنا بھی کھیل سے آگے بڑھ کر کچھ اور بنا نے کے مت造ف ہے۔ پیسی بی بی کام کا ٹیم کے انتخاب سے لے کر بھارت جانے بھارتی بورڈ کے بے ہودہ روئے کے باوجود قوی و قرار کے منافی قوم کو بھکاد دینا بھی نہیات کی تھے۔ اس پر طرہ یہ کہ کرکٹ بورڈ کے سربراہ کا تقریر بھی تواریکی طرح اٹکا رہا۔ پکستان کے تقریب سے لے کر ٹیم کے انتخاب پر بھی سخت اعتراضات تھے جو عالمی کپ کے میپوں میں درست ثابت ہوئے، پکستان کی کپتانی، چند من پسند کھلاڑیوں کو موقع پر موقع دینا، پینگ اور یوںگ میں انتخاب، ظاہر جیتنے کے بعد مضبوط ٹیم کو پہلے پینگ دینا، بھارت کے سامنے تاش کے پتوں کی طرح ڈھیر ہونا یہ پاکستانی کرکٹ ٹیم کا عرصہ سے معقول بن گیا ہے۔ ان سب خرایوں کے باوجود کپتان اور ٹیم انتظامیہ دعوے کر رہے تھے کہ پاکستان ہی عالمی کپ جیتے گا لیکن ہفتہ کے روز پاکستان کا سفر پانچوں نمبر پر تمام ہو گیا۔ کرکٹ کو محض ایک کھیل سمجھ کر کھیل جائے اور اس میں ٹیم کو مضبوط اور آخر دم تک جدو جد کرنے والا بنا جائے۔ اقر ہا پوری سے بچا جائے، آخر کیا جد ہے کہ پاکستان کا تو یہ کھیل ہا کی تو ٹیم ہے اور کرکٹ جس میں پاکستان کی کارکردگی بہت اچھی نہیں ہے اس کے کھلاڑیوں کو خوب نواز جاتا ہے۔ کرکٹ کے لیے پیسی ہے اور ہا کی وائے لئکٹک تک کے محتاج ہوتے ہیں۔ اسی طرح پاکستان کی پیچان اسکو اس کو بھی عدم توجہ کا شکار کر رکھا ہے، آخر کرکٹ کو کھیل سے بڑھ کر کاروبار کیوں بنایا گیا ہے۔

مہنگائی کا سارا بوجھ غریب عوام پر

فیدر پر بورڈ آف رینو (ایف بی آر) نے آئی ایف کی شرط پر نئے لوگ تکمیل نیٹ میں لانے اور ٹیکس چوری روکنے کیلئے الیکٹریک سیلز ٹیکس انوائیگ سٹم نصب کرنے کو لازمی قرار دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ ایف بی آر کی طرف سے ٹیکس ان میں شامل ہوئے رجسٹریٹیلز ٹیکس دہنگان کیلئے الیکٹریک سیلز ٹیکس انوائیگ سٹم کی تنصیب کو لازمی قرار دینے جانے کے بعد اس کا دائرہ کارروائی سے شعبوں تک بڑھانے کا فیصلہ کیا ہے جس کے تحت ایف بی آر جسی بھی نویناٹی کرے گا، اسے یا الیکٹریک سیلز ٹیکس انوائیگ سٹم نصب کرنا پڑے گا اور ایف بی آر کے سٹم سے اٹھی بیڈر جسٹر انویناٹی سیلز ٹیکس الیکٹریک سیلز ٹیکس انوائیگ سٹم کے بغیر اشیاء و خدمات کی سپائی نہیں کر سکیں گے۔ وزارت خزانہ، ایف بی آر، ائیشیٹ ٹیکس اور وزارت توانائی کے ساتھ ہونے والے مذاکرات میں وزارت خزانہ کو آئی

غزہ میں بنے والے معموم فلسطینیوں پر ناجائز ریاست اسرائیل کی جانب سے مسلط کی گئی جنگ کو ایک ماہ میں ہو گیا ہے۔ عالمی برادری کی جانب سے جنگ بندی کے لیے کیے جانے والے مطالبات کو غاصب صہیونی ریاست کے وزیر اعظم بنیامین نتین یا ہوئے ایک بار پھر دکر دیا ہے۔ مغربی طاقتوں کے ایما پر ہونے والی اس جنگ میں دس ہزار سے زائد معموم فلسطینی شہید ہو چکے ہیں۔ امریکہ اور برطانیہ جیسے ممالک کھل کر نہ صرف اس جنگ میں اپنے بغل پچے اسرائیل کی حمایت کر رہے ہیں بلکہ ان کی جانب سے غاصب صہیونیوں کو گولہ بارود بھی فراہم کیا جا رہا ہے۔ اس سلسلہ میں مسلم ممالک کی بے حسی بھی قابل دید ہے۔ کسی بھی مسلم ملک کے حکمرانوں کی جانب سے اب تک اس جنگ سے متعلق کوئی واضح حکمت عملی اختیار نہیں کی گئی۔ غزہ میں صورتحال یہ ہے کہ فلسطینی وزارت سحت کے اعداد و شمار کے مطابق اب تک 4 ہزار 800 بچہ شہید ہو چکے ہیں جبکہ زخمیوں کی تعداد 26 ہزار سے زائد ہے۔ 7 اکتوبر سے جاری اسرائیلی حملوں کے سبب یہ علاقہ خواک، پانی اور ایندھن کی شدید قلت کا شکار ہے اور طبی سامان کی بھی کمی ہے جبکہ موصلاتی نظام مقطوع ہے۔ فلسطینی بلال احرن کہا ہے کہ اسے رعن کر اسگ کے ذریعے 30 امدادی ٹرک موصول ہوئے جن میں سے تین بلال احرن اور 19 فلسطینی پناہ گزینوں کیلئے اقوم متحدہ کی اچھی نیت کو دیتے گئے۔ فلسطینی میں کیوں کیش کیپنی نے کہا ہے کہ غزہ میں ایک مرتبہ پھر مواصلات اور اشتہریت سروں بند کر دی گئی ہے۔ اقوم متحدہ نے ایک بیان میں کہا ہے کہ غزہ کی پٹی سے پندرہ لاکھ افراد نقل مکانی کر کچے ہیں اور ان میں سے 149 اقوام متحدہ کے کمپ میں پناہ لیے ہوئے ہیں۔ امریکی وزیر خارجہ انتونی بلکن نے مقبوضہ مغربی کنارے کا اچاک مک دوڑہ کیا اور فلسطینی صدر محمود عباس سے ملاقات کی۔ یہ انتونی بلکن کا غزہ کا پہلا درود ہے، اس موقع پر امریکی وزیر خارجہ نے کہا کہ غزہ کے باشندوں کو زبردستی بے گھر نہیں کیا جانا چاہیے۔ فلسطینی اتحاری کے سربراہ محمود عباس نے انتونی بلکن سے گلکو کرتے ہوئے کہا کہ غزہ میں فوری جنگ بندی کی ضرورت ہے اور غزہ میں انسانی امداد کی فراہمی کی اجازت ہوئی چاہیے۔ یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ امریکہ میں غزہ پر اسرائیلی حملہ کے حوالہ سے جذبات میں نمایاں تبدیلی نظر آ رہی ہے جس کی وجہ سے بائیڈن انتظامیہ نے اسرائیلیوں کو اپنی جاریت کو طول نہ دینے کا مشورہ دیا ہے۔ 14 امریکی نیشنز نے اپنے ایک مشترکہ بیان میں حساس کے خلاف اسرائیلی اقدامات کو انسانی ہمدردی کی بنیادوں پر رونکے کی اپیل کی ہے۔

دہشت گردی کی خلاف موثر حکمت عملی مرتب کی جائے

پچھلے کمی مہ سے کم و بیش ہر روز ہی پاک فوج کی جانب سے دہشت گردی کی روک تھام اور دوسرا طرف سے دہشت گردوں کے ہاتھوں رونما ہونے والی کارروائیاں منظر عام پر آتی رہتی ہیں تاہم دہشت گردی کے بعض واقعات ایسے ہوں گا ہوتے ہیں جو پورے ملک کو ہلاکر رکھ دیتے ہیں۔ ملک کے دھوپوں بلوچستان اور خیبر پختونخوا میں دہشت گرد خاص طور پر زیادہ سرگرم ہیں۔ بلوچستان کے علاقے پسندی سے اور ماڑہ جانے والی سکیورٹی فورسز کی دو گاڑیوں پر دہشت گردوں کے حملہ میں 14 فوجی جوانوں کی شہادت کا نہیات المذاک واقعہ ہیں آیا جس نے پوری قوم کو گوگار کر دیا۔ دہشت گردی کا ایک واقعہ یہ اس اسائیل خان میں پیش آیا جس میں پولیس فخری لے کر جانے والی گاڑی کے قریب موجود موثر سائیکل میں نصب آئی ڈی یم کا زوردار دھماکہ اور فائرنگ سے 5 افراد جاں بحق جنم 21 سے زائد رکھنے ہو گئے۔ بتایا گیا ہے کہ موثر سائیکل میں پانچ سے چھ کلو بارودی مواد نصب کیا گیا تھا۔ خیبر پختونخوا ہی میں دشمنوں کے دو مزید واقعات میں پاک فوج کے تین جوان شہید ہو گئے جبکہ جوابی کارروائی میں تین دہشت گرد جنم واصل ہوئے۔ پاک فوج کے شعبہ تعاملات عامہ کے مطابق ڈیرہ اس اسائیل خان کے علاقے روپی میں خفیہ معلومات پر آپریشن کیا جیسا جس میں ایک دہشت گرد مارا گیا، ہلاک دہشت گردی کی پی کا خودکش بمبارا سامنہ تھا، دشمنوں میں دشمنوں کے بڑے منصوبہ

ایم ایف سے ختم مطالبات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ وزارت توانائی سے بھی نئے مطالبات کیے جاسکتے ہیں۔ آئی ایم ایف جس انداز سے پاکستان سے اپنی ہرگزی شرط منوار ہے اس سے سبی عنیدیہ ملتا ہے کہ ہمارے کرتا دھرتاؤں نے ملک کو اس کے پاس گروہ رکھ دیا ہے۔ سرکاری افسران بھاری مراعات لینے کے باوجود ٹکیں نیٹ میں نہیں آتے جو ٹکیں ادا کرتے ہیں وہ واجب الادا ٹکیں سے کئی گناہ ہوتا ہے۔ جب تک اشرا فیہ اور حکمران طبقات کو شفاف طریقے سے ٹکیں نیٹ میں نہیں لا یا جائے گا، ٹکیں روپیوں کے مدد اپنی پورے نہیں ہو پائیں گے۔ آئی ایم ایف خود بارہا کہہ چکا ہے کہ سرمایہ داروں کو ٹکیں نیٹ میں لا یا جائے اور مہنگائی کا بوجھ بھی اشرا فیہ کی طرف منتقل کیا جائے مگر حکمران طبقات اس کی اس شرط پر کان نہیں دھرتے، مہنگائی کا سارا بوجھ غریب عوام کی طرف ہی منتقل کیا جا رہا ہے۔ بجلی، گیس اور پیٹریل یعنی مصنوعات کے نرخ پہلے ہی غریب آدمی کی نیچے سے دور ہو چکے ہیں، ان کے بلوں کی ادائیگی اس کی سلسلے وال جان نہیں ہے، اگر آئی ایم ایف کے مطالبہ پران پر مزید بوجھ والا گیا تو حکومت کیلئے مشکلات پیدا ہو سکتی ہیں۔ اس لیے اب غریب طبقہ کو قربانی کا بکرا بانے کے بجائے اشرا فیہ اور حکمران طبقات کے گرد گھیر انگل کیا جائے اور آئی ایم ایف کو اتنی کھلی چھوٹ بھی نہیں جائے کہ پاکستان کا داقر، سلیمان اور اس کی خود مختاری داؤ پل گ جائے۔

سماں ڈالر کی خسارہ کا سامنا

پاکستان ہر قسم کے قدرتی وسائل اور اصلاحیت افرادی وقت کی دولت سے مالا مال ہونے کے باوجود عشروں سے سیاسی عدم استحکام اور اس کی وجہ سے اقتصادی حکمت عملی میں تسلسل نہ ہونے کے باعث معاشرتی ایتری کی جس دلیل میں پھنس گیا ہے اس سے نجات پانے کی کوششوں کے بار آ در ہونے میں یقیناً وقت لگے گا لیکن درست فیصلوں اور ضروری معاشری اصلاحیات سے اس منزل تک پہنچنا بہر کیف محال نہیں۔ تاہم فی الوقت صورت حال یہ ہے کہ رواں مالی سال کے آغاز میں ہونے والے آئی ایف کے نو ماہ میں تین ارب ڈالر کے اسٹینڈ بائی بندوبست کی دوسرا قحط کیلئے عالمی مالیاتی ادارہ اور حکومت پاکستان کے درمیان تکمیلی سطح کے جو مذاکرات جاری ہیں ان میں یہ بات سامنے آئی ہے کہ پاکستان کو سماں ڈالر کے بڑے مالیاتی خسارہ کا سامنا ہے اور آئی ایم ایف کو یہ گیپ ختم کرنے کے انتظامات کے حوالے سے مطمئن کرنا ضروری ہے۔ اس بناء پر ٹگراؤ حکومت نے ایک بار پھر مالی وسائل کے حصول کیلئے سعودی عرب اور تحدید عرب امارات سمیت دوست ممالک سے رجوع کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ ذرائع کے مطابق اس مقدمہ کیلئے اسلامی ترقیاتی بینک، ایشیائی ترقیاتی بینک اور عالمی بینک سے بھی مددی جائے گی جبکہ اخراجات کنٹرول کر کے کرنٹ اکاؤنٹ خسارہ میں بھی کی کی جائے گی جس کے نتیجے میں گلگان حکومت کے اندازے کے مطابق کرنٹ اکاؤنٹ خسارہ کم ہو کر سماں ڈالر کے ڈالر ہو جائے گا۔ تاہم قرضوں کے بوجھ میں کی کی خاطر بھاری نقصان میں چلنے والے سرکاری اداروں کی جلد از جلد بھاری کی بھی ہر ممکن کوش کی جانی چاہیے جس کا مشورہ آئی ایم ایف نے بھی دیا ہے جبکہ مستقل نیمادوں پر معاشری بھائی اور ترقی کی خاطر ایسی حکمت عملی کا تو قومی اتفاق رائے کے ساتھ اختیار کیا جانا ضروری ہے جس میں حکومتوں کی تبدیلی سے کوئی بنیادی فرق واقع نہ ہو۔

افغان مہاجرین سے معاشرتی اور معاشری مشکلات

وزیر اعظم انوار الحق کا لکن پریس کانفرنس میں کہا ہے کہ افغان عبوری حکومت نے افغانستان سے پاکستان میں ہونے والی دہشت گردی کی خلاف خاطر خواہ اقدامات نہیں کیے، بدعتی سے عبوری افغان حکومت کے قیام کے بعد سے پاکستان میں دہشت گردی کے واقعات میں 60 فیصد اور خود کش جملوں میں 500 فیصد اضافہ ہوا ہے۔ افغان حکومت کے عدم تعاون کے بعد اب پاکستان نے اپنے داخلی معاملات کو اپنی مدد آپ کے تحت درست کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ پاکستان کے وزیر اعظم نے انتہائی صائب خیالات کا اظہار کیا ہے، وہ حقیقت ہمیں افغان پاکیسی کے حوالے سے اپنی سمت درست کرنے اور

انتخابات اور ضابطہ اخلاق کی پابندی

8 فروری 2024 کے عام انتخابات کے لیے ضابطہ اخلاق کا ابتدائی مسودہ ایکشن کیمیشن نے تیار کر لیا ہے، اس مجوزہ ضابطہ اخلاق کی رو سے صدر ملکت، وزیر اعظم، وزراء اور عوامی عبدالیمہ بھی پابندی ہو گی۔ مجوزہ ضابطہ اخلاق میں حصہ نہیں لے سکیں گے البتہ سینیز اور بلدیاتی نمائندہ انتخابی مہم چالائیں گے۔ ترقیاتی ایکسیموں کے اعلانات، عدیلیہ، نظریہ پاکستان کے خلاف گفتگو میں پابندی ہو گی۔ مجوزہ ضابطہ اخلاق میں کہا گیا ہے کہ سیاسی جماعتیں اور امیدواروں کو نیک دیں گے۔ جلسے، جلوسوں اور عوامی اجتماعات میں چالانہ بھی منع شکتوں پر 5 فیصد خواتین امیدواروں کو نیک دیں گے۔ جلسے، جلوسوں اور عوامی اجتماعات میں چالانہ بھی منع ہو گا۔ مجوزہ ضابطہ اخلاق کے مطابق سرکاری ذرائع ابلاغ پر جانبدار نہ کو تج پر پابندی ہو گی۔ سیاسی جماعتیں کو جلوسوں کی اجازت انتظامیہ سے مشروط ہو گی۔ سرکاری وسائل کے انتخابی میں استعمال پر پابندی ہو گی اور کاربریلوں کی بھی اجازت نہیں ہو گی۔ اس کے علاقوں فرقہ واران، لسانیت پر میں گفتگو اور کسی شہری کے گھر کے سامنے انتخابی یادھرنے کی اجازت نہیں ہو گی۔ ایکشن ایجٹ کے جھٹے لگانے پر پابندی ہو گی۔ ایکشن کیمیشن کے مجوزہ ضابطہ اخلاق کی تمام شکوں سے بظاہر اختلاف ممکن نہیں مگر اصل سوال ضابطہ اخلاق کی تیاری یا ممنوری نہیں بلکہ اس پر عملدرآمد ہے۔ بدعتی سے ڈن عزیز میں انتخابی ضابطہ اخلاق ہی نہیں اکثر و پیش قوائیں کو موم کی ناک بنا دیا گیا ہے جو طاقت اور اختیار کے سامنے رکاوٹ بننے کے بجائے اس کی مرضی اور نشا کی تکمیل کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔



۹ اکتوبر سے شروع ہونے والے حملوں میں ہزاروں فلسطینی شہید ہو چکے ہیں

ہوئی کھیلی۔ اب تک سات ہزار سے زائد فلسطینی شہید جبکہ عورتوں اور بچوں سمیت 13 ہزار سے زائد فلسطینی رجھی ہو چکے ہیں۔ اور اب اسرائیل زمینی حملہ کی تیاریوں میں بھی کوشش ہے۔

اواؤ کی، اقوام متحدہ سیست عالمی برادری کی نہ صرف جنگ بندی کی کوششیں ناکام ہو گئیں بلکہ سفارتی کوششیں بھی بے نتیجہ رہیں۔ اسرائیلی جاریت کو برطانیہ، یورپ اور امریکی پشت پناہی حاصل ہے۔ اسرائیل کی عالمی قانون کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے معصوم فلسطینی بچوں اور عورتوں کا کلے عام خون بہا کر فلسطینیوں کی نسلی کشی میں مصروف ہے۔

فلسطین کی سرزمین پہلی پارخون سے رکنیں نہیں ہوئی۔ گزشتہ پندرہ سال میں فلسطینیوں کو چار بار بجکی حالات سے دوچار کیا گیا۔ 27 دسمبر 2008ء میں اسرائیل نے کاست لیڈ آپریشن کے نام سے غرہ میں فضائی حملے اور پیداد دستوں سے لڑائی شروع کی۔ اس جنگ میں ایک ہزار 440 فلسطینی شہید اور 13 اسرائیلی مارے گئے۔ کا وظیفہ کے شہید اور 177 فلسطینی شہد جبکہ 6 اسرائیلی ہلاک ہوئے۔

صہیونیوں کو فلسطین میں یہودی ریاست کے قیام میں مدد کرنے کی لعنت دہانی کروائی گئی۔ 1935ء میں ارض مقدس میں یہودیوں کی تعداد 3 ہزار تھی جو کہ بڑھتی چلی گئی۔ اسرائیل کے ناجائز قیام کو عربوں نے کبھی تسلیم نہیں کیا۔ اس کا اندازہ تین

اور مغربی کنارے پرے والوں پر بارود کی بارش ہو، گولیوں کی ترزاہٹ ہو، بمباری سے ملبے کا ذہیر بقیٰ عمارتیں ہوں یا سک کر مر جانے والا مظلوم فلسطینی، یہ سلسلہ 1948ء میں ارض عربوں نے کبھی تسلیم نہیں کیا۔ اس کا اندازہ تین

ماہیں قابل ہے۔ 9 اکتوبر سے شروع ہونے والے حملوں میں ہزاروں فلسطینی شہید ہو چکے ہیں۔ دنیا کی مجموعی آبادی 9 ارب کے قریب ہے، جن میں مسلم امم کی تعداد دنیا بھر میں 2 ارب سے تجاوز کر چکی ہے۔ دنیا بھر میں 26 اسلامی ممالک ہیں۔

اتی بڑی تعداد میں مسلم ممالک ہونے کے باوجود غزوہ کے فلسطینی مسلمان چند لاکھ اسرائیلیوں کے ہاتھوں مظلوم برداشت کر رہے ہیں۔ کیا یہ امت مسلمہ کی ذات پر ایک سوالیہ نشان نہیں؟ کہاں سوئے ہیں یہ مسلم ممالک جو آزاد تک نہیں بلند کر سکتے؟ کیا یہ بے ضیر ہیں یا اپنے احساسات کہیں گروہی رکھ رکھے؟

معصوم فلسطینیوں پر اسرائیلی جاریت پر اقوام عالم خاص طور پر مسلم ممالک کی خاموشی کسی تشویش کا باعث نہیں بلکہ سب کے من پر ایک ٹھانچہ ہے۔ ارض فلسطین ہبھو ہے۔ میرا فلسطین ہبھو ہے۔

فلسطینیوں اور اسرائیلیوں کے درمیان تباہی کی تاریخ تقریباً یک صدی پرانی ہے۔ یہ برطانوی سامراج کا دیبا کو دیا گیا وہ کاری زخم ہے جو رس کر آج ناسور ہن گیا ہے۔ پچھلے 75 سال سے ہم خاموش تماشائی بنے بس وقت کا منتظر کر رہے ہیں اور آج بچوں سمیت تقریباً 60 لاکھ سے زائد فلسطینی شہید کے باوجود اسرائیلی صہیونی فوج نے گھروں، اسکوں، عمارتوں، اپتالوں کے بعد اقوام متحدہ کریمی و ملی میں غلام و نا انسانی کی وہ نسل کاشت کے زیر گمراہی پناہ گزین کیمپوں پر بھی حملہ کر دیا۔ کر سکتے۔ اسرائیلی لا اکا طیاروں کی کھن گرج، غرہ



کراچی تک چاری ہے۔ 75 سال میں عورتوں اور بچوں سمیت تقریباً 60 لاکھ سے زائد فلسطینی شہید کے باوجود اسرائیلی صہیونی فوج نے گھروں، اسکوں، عمارتوں، اپتالوں کے بعد اقوام متحدہ برطانوی سکریٹری خارجہ جیمز بالفور نے ایک خط لکھ کر مشرق و ملی میں غلام و نا انسانی کی وہ نسل کاشت کی جس سے گمراہی پناہ گزین کیمپوں پر بھی حملہ کر دیا۔ اسرائیلی فوج نے معصوم فلسطینیوں کے خون سے

برطانیہ میں فلسطین کے حق میں لاکھوں انسانوں کا سیا ب امڈ آیا

لندن میں فلسطین کے حق میں اب تک کسی سب سے بڑی ریلی ٹکالی گئی جس میں 3 لاکھ افراد شریک ہوئے لندن: برطانیہ میں فلسطینیوں کے حق اور غرہ میں جنگ بندی کے لیے مظاہرہ کیا گیا جس میں مختلف رنگ، نسل، مذہب اور زبان بولنے والے 3 لاکھ تک سے زائد افراد نے شرکت کی۔ عالمی خبر سارے ادارے کے مطابق غرب پر بھارتی جاریت کے خلاف شدید نظرے بازی کی۔ مظاہرین نے پلے کارروز اور بیتزاخار کھے تھے جس میں عالیٰ قوت اور بین الاقوامی تنظیموں کے ضمیر وون کو جھوٹے کی کوشش کی تھی۔

ریلی کے شرکاء نے اپوہان رخی فلسطینی پچوں کی تصاویر بھی اخبار کی تھیں جب کہ کچھ نے عالمی فوجداری عدالت نے اسرائیلی وزیراعظم نیتن یاہو کے جنگی جرائم میں ملوث ہونے پر گرفتاری کا مطالبہ بھی کیا۔ یہ برطانیہ کی اب تک سب سے بڑی ریلی تھی جس میں شہری فوجی یادگار سینوفاف پر جمع ہوئے اور دو منٹ



کی خاموشی اختیار کی اور برطانیہ کی جنگ میں ہلاک ہونے والوں کی یاد بھی مناتی۔

پولیس کا کہنا ہے کہ اس جنگی یادگار کے قریب کچھ مظاہرین کی طرف سے جاریت کا سامنا کرتا ہوا جس پر 100 سے زائد مظاہرین کو گرفتار کر لیا گیا۔ اس مذہبیت میں دو پولیس اہلکار رخی بھی ہوئے۔ وزیراعظم رشی سوناک نے پولیس پر مظاہرین کے عملکری نہ مذمت کی تاہم برطانیہ کی بھارتی خداودوزیرداخلہ سویلہ بریور میں نے ایک قدم آگے بڑھتے ہوئے مظاہرین کو طاقت سے نہ کپلنے پر پولیس کو کثری تحریک کا نشانہ بنایا۔

وزیرداخلہ کی اس بیان پر برطانیہ کے معتدل رہنماؤں اور اپوزیشن نے شدید احتجاج کیا جب کہ حکمران جماعت کے اکثر رکان نے بھی وزیرداخلہ متعفی ہونے کا مطالبہ کر دیا۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے ایک طرف فلسطین کی 19 اکتوبر سے شروع ہونے والے بمبار حملوں میں زمین خون اگل رہی ہے، وہاں کے اپتاولوں تک کو ہزاروں فلسطینی اپنی جان کی بازی ہار کچے ہیں۔ اسرائیل نے ہر طرف سے رکابیں لگادی ہیں۔ سیاستدان تو کھانے، پانی اور ادویہ کی فراہمی مکمل طور پر بند کر دی ہے۔ اس وقت فلسطین جہنم میں صورت حال سے دوچار ہے۔ اس وقت جتنے فلسطینی شہید ہوئے ان میں 60 فیصد تعداد عورتوں اور پچوں کی ہے۔ یہاں موجود ہر فرد کرب کی انتباہ سے گزر رہا ہے۔ پناہ لیں تو کہاں لیں؟ کوئی جگہ محفوظ نہیں۔ اسرائیل کے جس قدر بربریت پھیلا رکھی ہے اس ظلم اور زیادتی کو دیکھ کر ہر آنکھ ایکبار ہے۔



غزہ پر راکٹ دفعے اور سرگوں کو تباہ کیا۔ اس جنگ سے چوتھا آپریشن 2021 میں شروع کیا گیا۔ اس

فلسطین ریلی پر طاقت کا استعمال؛ برطانوی وزیر داخلہ کو برطرف کر دیا

گیا

بھارتی خدا برطانوی وزیر داخلہ نے غزہ کے شہریوں کو قاتل اسرائیلی فوج کی تعریف بھی کی تھی لندن: برطانیہ میں بھارتی خدا و ممتاز وزیر داخلہ سویلہ بریور میں کوان کے عہدے سے بہاد بیگ اور اب ان کی جگہ جمکنہ طور پر سکرٹری خارجہ جمیل کیوری لیں گے۔

عالمی خبر سارے ادارے کے مطابق وزیراعظم رشی سوناک نے وزیر داخلہ بریور میں کو حکمران جماعت کے ارکان کی جانب سے شدید باو؟ کے بعد عہدے سے برطرف کر دیا۔

برطانوی وزیراعظم رشی سوناک جو کہ بھارتی خدا و ممتاز وزیر داخلہ بریور میں جوان کی ہموم بھی ہیں، کو عہدے سے ہٹانا مشکل فصلہ تھا لیکن کنزرو بیوارٹی کے ارکان کے آگرہ سوناک کی ایک سہیلی۔

حکومتی ذرائع نے رائٹرز کو بتایا کہ وزیر داخلہ کی برطرفی کا مبنیہ میں ایک وسیع تر دو بدل کا حصہ ہے تاہم انہوں نے یہ نہیں بتایا کہ تمہری کوئی تجدیلیاں ہوں یا ہوئی ہیں۔

دوسری جانب واضح طور پر دیکھا جاسکتا ہے کہ بھارتی خدا برطانوی وزیر داخلہ کی برطرفی لندن میں فلسطینیوں کے جماعتیں میں نکالے گئے ملین مارچ پر ان کی جانب سے تشدید کے احکامات کے بعد سامنے آئی ہے۔

وزیر داخلہ نے احکامات کے باوجود پولیس کی جانب سے فلسطین ریلی کے شرکاء کو طاقت کا استعمال نہ کرنے پر ڈپاٹیٹ کو تحریک کا نشانہ بنایا تھا اور فلسطینیوں کو غزہ میں قتل و عمارت گیری کی وجہ تکرار دیا تھا۔

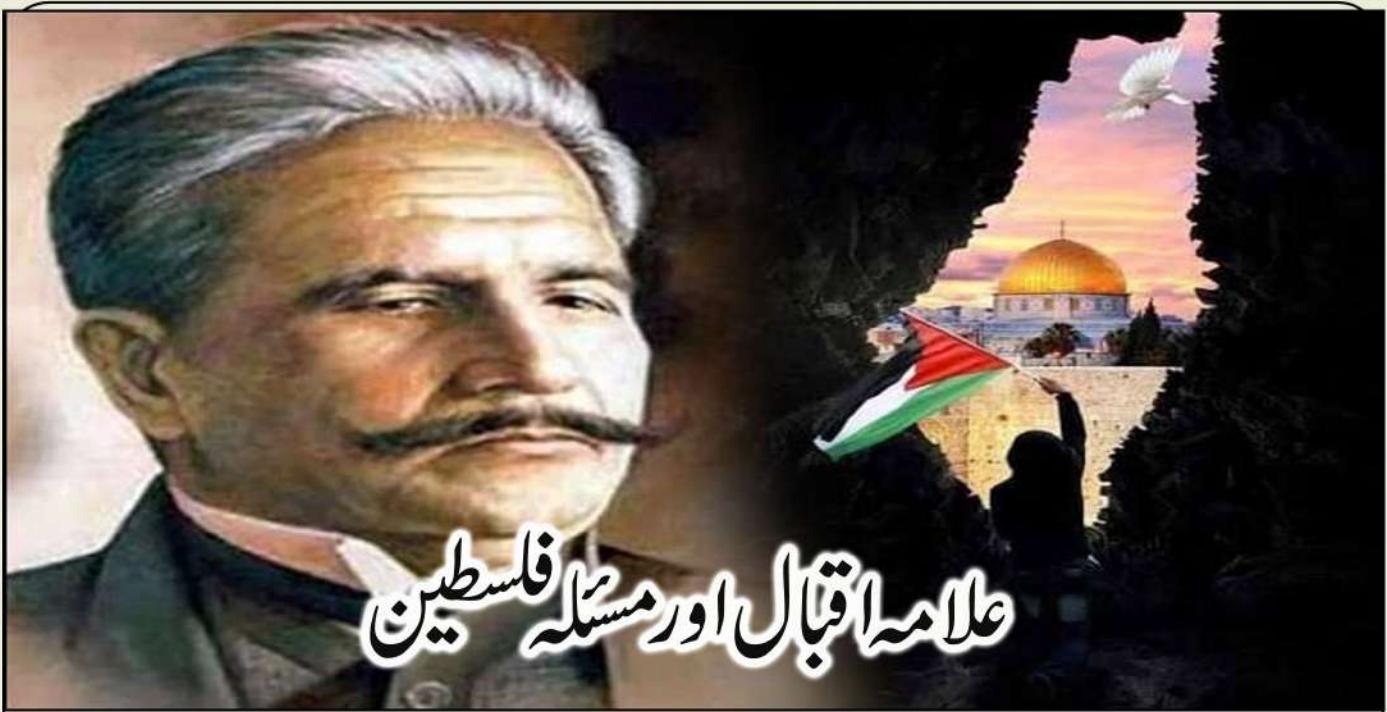
بھارتی خدا برطانوی وزیر داخلہ نے اسرائیلی فوج کی تعریف کرتے ہوئے کہا تھا کہ ان کے رشتہ دار اسرائیلی فوج میں ہیں اس لیے وہ جانتی ہیں کہ اسرائیلی فوج دینا کی بھترین اور پیشہ و فوج ہے۔

ادھر سے نیبونڈ کے پونچیکل ایڈیٹرنے دعوی کیا کہ بریور میں کی جگہ سکرٹری خارجہ جمیل کیوری لے لیں گے۔

دوسری جانب بریور میں کی برطرفی کے فوری بعد سماں وزیراعظم ڈیوڈ کیمرون کو ڈاؤنگ اسٹریٹ میں داخل ہوتے دیکھا گیا جس سے یہ قیاس آریاں شروع ہو گئیں کہ وہ کابینہ میں واپس آئیں گے۔



میں خواتین اور بچوں سمیت 251 فلسطینی جنگ میں شہید ہوئے، شہید ہونے شہید ہوئے۔ اسرائیل کے 68 فوجیوں سمیت والوں میں 66 بچہ بھی شامل تھے۔ اس جنگ میں اسرائیل کے ایک فوجی سمیت 13 افراد ہلاک 174 اسرائیلی مارے گئے۔ ایکون ڈے دار کے نام



علامہ اقبال اور مسئلہ فلسطین

جگ عظیم دوم کے بعد برطانیہ اور فرانس نے جب یہودیوں کو فلسطین میں آباد ہونے کیلئے جگدی تو ان کی دور رس نگاہوں نے اس سے پیدا ہونے والے فتنے اور عالمی فساد کو بھانپ لیا

فلسطین ہو یاد نیکا کوئی اور خلطہ، اقبال امت مسلم کو پیش آنے والی کسی بھی مصیبت پر بے جھن اور پریشان ہو جاتے تھے۔ یہ تو انبیاء¹ کی سرزی میں تھی، اقبال وہاں کے مسلمانوں کی مشکلات پر کیے خاموش رہ سکتے تھے۔ انگریزوں کی یہود نواز پالیسیوں کے خلاف سات تیر 1949 میں لاہور میں مسلمانوں نے ایک احتجاجی جلسہ مععقکیا، جس کی صدارت علامہ اقبال نے کی۔ اقبال نے خطاب کرتے ہوئے یہودیوں کی سفاقی کی ذمۃ کی اور یہودیوں کو یاد دلایا کہ یہیکل سیمانی جو جاہ ہو چکا تھا اس کی دریافت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عن نے ہی کی تھی اور یہ ان کا یہودیوں پر احسان تھا کہ یورپ کے متاثر ہوئے ہوئے یہودیوں کو مسلمانوں نے نہ صرف پناہ دی بلکہ انہیں اعلیٰ مناصب پر بھی فائز کیا۔ مگر یہ احسان فراموشی ہے کہ آج یہودی فلسطین میں مسلمانوں، ان کی عورتوں اور بچوں کو بھیڑ کریوں کی طرح ذبح کیے جا رہے ہیں اور انھیں ان کے آبائی وطن سے بے دخل کر رہے ہیں۔

حقیقت یقینی کہ یہودیوں نے برطانیہ کے ساتھ ”معاہدہ بالفور“ کیا تھا جس کے تحت برطانیہ اس بات کا پابند تھا کہ یہودیوں کو فلسطین میں آباد کرے۔ اسی دور میں یہودیوں نے فلسطینیوں کی

کاری کا منصوبہ برطانیہ کی سرپرستی میں جاری رہا۔ کے نتیجے میں فلسطین کا علاقہ برطانیہ کی عملداری میں آپ کا تھا۔ برطانیہ کی اس کارروائی کے پیچھے چھپے آپا دکاروں کو زبردستی ان کی زمینوں سے بے دخل مغربی عزائم سے واقع تھے۔ ان کی نظر میں کیا گیا۔ فلسطینیوں نے مزاہت کی تو یہ آبادکاری کا مقصد اپنی استعماری اقتدار کو برقرار رکھنا تھا۔ وہ خوزریز کارروائیوں میں تبدیل ہو گئی۔ انگریزوں کی

مہناز ناظم اقبال آزادی فلسطین کی خاطر انتہائی اقدام کیلئے بھی پر جوش اور پر عزم تھے۔

علامہ اقبال شاعر مشرق ہونے کے ساتھ عظیم مفرک اسلام بھی تھے۔ وہ امت مسلمہ کا گہرا در در رکھتے تھے۔ اقبال کی عالمی سیاست پر بھی گہری نظر تھی، یہی وجہ ہے کہ جگ عظیم دوم کے بعد برطانیہ اور فرانس نے جب یہودیوں کو فلسطین میں آباد ہونے کیلئے جگدی تو ان کی دور رس نگاہوں نے اس سے پیدا ہونے والے فتنے اور عالمی فساد کو بھانپ لیا۔

یہودی ارض مقدس پر پناہی جاتے تھے کہ فلسطین ایک عرصہ دراز ان کی حکومت میں رہا۔ وہ فلسطینیوں کے آبائی وطن پر قبضہ کرنا چاہتے تھے۔ برطانیہ اور دیگر ممالک نے انہیں آبادکاری کیلئے تباہ جگہوں کی پیشکش بھی کی مگر وہ فلسطین میں آباد ہونے پر مصروف ہے، چنانچہ ایک تحریک چالائی گئی اور دنیا بھر کی یہودیوں کو فلسطین میں آباد کرنے کیلئے لانے کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ اس ضمن میں اقبال فرماتے ہیں کہ

ہے خاک فلسطین پر یہودی کا اگرچ

ہ پسندیہ پر جن نہیں کیوں اہل عرب کا برطانیہ نے یہودیوں کی سہولت کاری کی اور عرب لوگوں سے کیے گئے وہ تمام عبد و پیان توڑا لے اور فلسطین میں یہودیوں کو زمین دینے اور ان کی آباد



تائید اور سرپرستی میں جگ کو یاد نیکی کے کر کے فلسطین پیچھے رہے تھے اور آبادکاروں کی

حیثیت سے زبردستی جیلوں بہانوں سے فلسطینیوں

ہیں۔

متراوڈ ہے۔ ”ضرب کلیم“ میں اقبال رقم طراز

کی زمینوں پر قبضہ کرتے جا رہے تھے، جس کے

نتیجے میں 1928 اور 1929 میں یہودیوں اور

قصہ نہیں نارخ کیا شہر طب کا

دوسری جگ عظیم کے بعد عثمانی سلطنت کی شکست

میں چانتا ہوں وہ آتش ترے وجود میں ہے
تری دوانہ جنیوں میں ہے، نلندرن میں
فرنگ کی رگ جا بچے؟ یہود میں ہے
سن بے میں نے غالی کی امتیں سے نجات
خودی کی پروش ولنت نہود میں ہے
پر عزم تھے۔

آج فلسطین میں حق و بال کا جو معرکہ گرم ہے اس
میں وہی روح کار فرمائے جو ہمیں اقبال کے پیغام
میں ملتی ہے۔ فلسطین کی مراحتی تنظیم حماجہاد کے
جنہیں سے سرشار القدس کی حفاظت کیلئے بر
پکار ہے۔ اسلامی ممالک کے سربراہان خاموش
تماشائی ہیں۔ اگرچہ مسلمانان عالم کے دل اہل
فلسطین کے ساتھ دھڑکتے ہیں، مگر مسلم حکمران جہاد
کا اعلان کرنے سے گریزاں ہیں۔ ان کی یہ
خاموشی باہمی اختلافات کی وجہ سے ہے یا امریکا
اور اسرائیل کے ساتھ مخالفت کا نتیجہ ہے۔ اقوام
متحده اپنا کردار ادا نہیں کر رہی، اس سے امید رکنا
بیکار ہے۔ دنیا میں انسانی حقوق کے علمبردار فلسطین
میں بدترین مظلوم اور نسل کشی پر خاموش ہیں، مگر
مجاہدین کا بھروسہ صرف خدا کی نصرت اور تائید پر
ہے۔ فلسطینی مجاہدین قیل تعداد ہونے کے باوجود
اسرائیل کی جدید شکنناکوجی کے سامنے آئنی دیوار
ثابت ہوئے ہیں اور پہامید ہیں کہ دشمن کو نہیں و
ٹاپوڈ کر کے رہیں گے۔ ان کیلئے اقبال یہ پیغام



زینبیں پر زبردستی بقضیہ کیا اور اس مقصد کے لیے ان
کے دیہات کے دیہات اجازہ ڈالے اور اس پر
انہوں نے مراحتت کی تو قتل و غارت گری کا بازار
گرم کر دیا۔

1931 میں علامہ اقبال نے انگلستان کا سفر کیا تو
دہان اقبال نے جہاں بھی موقع ملا فلسطین کی
حایات کی اور انگریزوں سے مطالبہ کیا کہ ”معاهدة
بالغور“، منسوخ کر دیا چاہیے۔
علامہ اقبال نے 1931 میں مفترع عالم اسلامی
(اسلامی کانفرنس) میں شرکت کی غرض سے فلسطین
کا دورہ کیا۔ کانفرنس کے داعی امین اُسیں تھے۔
کانفرنس میں 27 ممالک کی منتخب شخصیات نے
شرکت کی۔ اس کانفرنس کے متعدد مقاصد میں ایک
اہم مقصد مسلمانوں کو فلسطین پر یہود کے ہاجز قبضے
کی علیین کا احساس دلانا اور صہیونی خطرے کے
خلاف عالم اسلام کی تدبیر پر غور کرنا تھا۔ فلسطین
میں قیام کے دوران اقبال نے ایک موثر تحریری
جس میں عالم اسلام کو خطاب کرتے ہوئے کہا کہ
”اسلام کو الہاد مادی اور طوفی قومیت سے خطرہ ہے۔
میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ آپ دل سے مسلمان
بنیں۔ مجھے اسلام و شہوں سے اندر یہ نہیں بلکہ خود
مسلمانوں سے خدشہ ہے۔“

اقبال نے خاص طور پر نوجوانوں کا ذکر کیا اور
مندو بین کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ
”اپنے بطنوں کو جاؤ تو روح اخوت کو ہر جگہ پھیلا دو
اور اپنے نوجوانوں کو خاص توجہ دو۔“
سفر فلسطین سے والہی پر اقبال و اسرائیل ہندوستان متاثر
ہوتے ہوں۔ مشرق کے دروازے پر مغرب کا
ایک اذابنا اسلام اور ہندوستان دوں کیلئے پر خطر
زمانہ بھی نہیں جس کے سوز سے فارغ



کی حایات سے آگاہ کیا۔ چنانچہ مسلم لیگ اور
آسمان ہو گا محکم کے نور سے آئینہ پوش
اور ظلمت رات کی سیماں پا ہو جائے گی
اور یہ کہ
شب گریزاں ہو گی آخر جلوہ خورشید سے
یہ چمن معمور ہو گا نغمہ توجیہ سے

لکھتے ہیں کہ
”ذاتی طور پر میں کسی ایسے امر کی خاطر جیل جانے
فلسطینیوں کی حایات جاری رکھی۔
ضرب کلیم میں فلسطینی عرب کے عنوان سے ایک لظم
میں وہ کہتے ہیں کہ
زمانہ بھی نہیں جس کے سوز سے فارغ

The Importance of Water

پانی کی اہمیت کو سمجھئے

پانی بچائیں گے تو ہر یا لی بچے گی، انسان بچے گا، زندگی بچے گی۔

میں پانی کم کیا گیا ہے۔ پاکستان میں صوبوں کے درمیان پانی کی تقسیم کے لیے سنہ 1991 میں ایک معابدہ کیا گیا تھا، جس کے تحت تمام صوبوں کے درمیان پانی کی تقسیم ایک فارمولے کے تحت ہوتی ہے تاہم ہر سال گرمیوں کے موسم کے شروع میں پنجاب اور سندھ کے درمیان پانی کی تقسیم پر تنازع کھڑا ہو جاتا ہے۔

پاکستان میں بننے والوں دریاؤں پر ڈبیم، بیراج اور نہریں نکال کر آپاشی کا پورا نظام موجود ہے، جو ملک کے قیام سے پہلے کام کر رہا ہے۔ اس نظام میں پاکستان کے قیام کے بعد تبدیلیاں واقع ہوئی ہیں اور ڈبیوں کی تغیری کے ساتھ نئے بیراج اور نہریں بھی نکالی گئی ہیں۔

پاکستان کے دریائی سیم میں پانی کی کمی کی خشندگی طویل عرصے سے کی جا رہی ہے، جس کا سبب مومیاتی تبدیلیوں کو فرا ریا جاتا ہے اور اس کی وجہ سے زراعت کا شعبہ بڑی طرح متاثر ہو رہا ہے، جو ملک کی میمعشت میں اندرسترنی اور خدمات کے ساتھ ہم شعبہ ہے۔

سندھ اور پنجاب میں پانی کے شعبے کے مالکوں کے ماہرین کے مطابق دونوں صوبوں کے درمیان پانی کی تقسیم کے مسئلے پر تنازع نیا نہیں ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ اپریل، مئی اور جون میں یہ تنازع کھڑا ہوتا ہے کیونکہ اس وقت ڈبیوں سے پانی کا اخراج کم ہوتا

کی کمی ہے۔ اسی طرح سندھ میں پانی کی کمی کی وجہ سے کپاس کی فصل گزشتہ سال کے مقابلے میں ہونے کے اثرات عائد کیے گئے ہیں۔

پچاس فیصد کم رقبے پر کاشت کی گئی ہے۔ سندھ کے وزیر جام خان سور دیکی جانب سے دعویٰ کیا گیا ہے کہ صوبے کو اپنے حصے سے چالیس فیصد سندھ میں زراعت کے شعبے میں کام کرنے والے سندھ کم پانی دیا جا رہا ہے جس کی وجہ سے زراعت

میں عظیم پاشا پاکستان میں پانی کی عدم دستیابی کی موجودہ صورت حال ہرگز رتے لمحے پر بیان کی ہوتی جا رہی ہے۔ ماہرین کے مطابق اگر یہی صورت حال رہتی ہے تو خاکم بدہن ملک 2040 کے قریب پاکستان سے ریگستان بننے کے سفر پر گامزن ہو جائے گا۔

پوری دنیا نے اپنے آپ کو کامیاب کرنے میں ترقی کے لیے بذریعہ طلے کیے اور ہم نے اپنے آپ کو بناہی کی منازل طے کرنے میں مغلوق رکھا۔ حقیقت یہ ہے کہ بلوچستان، سندھ، خیبر پختونخوا اور پنجاب میں کئی ایسے علاقے موجود ہیں جن میں پیٹی کیلئے صاف پانی بڑی مشکل سے ملتے ہیں۔ اس جان یوامیکے حل کیلئے پاکستان بھر میں واساء، متعلقہ ضلعی حکومتوں، صوبائی حکومتوں اپنے تین کچھ نکچھ کر رہی ہوں گی۔ لیکن جب تک وفاقی حکومت اس محل پر سرو جوڑ کر نہیں پہنچے گی، پاکستان کے اس دیرینہ مسئلے کا حل نہیں نکل سکے گا، جس کا نتیجہ بہر حال ٹھیک نہیں ہو گا۔

پاکستان میں پانی کی کمی: صوبوں کو ایک دوسرے سے ٹکاکیت کیا ہے؟

تو یہ ملک ہر سال میں میں آم کی فصل پک کر تیار ہونے کا موسم ہوتا ہے تاہم رواں برس کے اس سینے میں آم کے پیڑھر ہے ہیں جس کی وجہ پانی

Health Benefits of Water

- carrying nutrients and oxygen to your cells
- flushing bacteria from your bladder
- aiding digestion
- prevent constipation
- normalize blood pressure
- cushioning joints
- protect organs and tissues
- regulate body temperature
- maintain electrolyte (sodium / Potassium) balance.



کے شعبے کے متاثر ہونے کے علاوہ پینے کے پانی کی کمی کا بھی صوبے کے عوام کو سامنا ہے۔ شعبے کوخت نقصان کا اندیشہ ہے۔ انھوں نے بتایا کہ پانی کی قلت کی وجہ سے اب صوبے میں پینے کرتے ہوئے کہا کہ پانی کی کمی کی وجہ سے سندھ اور پنجاب دونوں کے حصے سے دن دن کے کوئے صوبے میں پانی کی قلت پر صوبے کی حکومت کے

سندھ کے لیے 50000 کیوںکم پانی کا کوئی دیا گیا تھا۔ تاہم پانی کی کمی کی وجہ سے ارسانے سندھ اور پنجاب دونوں کے پانی کے کوئے میں 15 فیصد کی کمی۔ ان کے مطابق اس حساب سے سندھ کا حصہ 42500 کیوںکم بتا ہے تاہم سندھ کے اپنے اعداد و نتائج کے مطابق صوبے میں واقع پبلے یار جی گدو یار ج پر پانی کا بہاؤ 46000 کیوںکم ہے۔

ممبر پنجاب نے کہا پنجاب سے تو پانی جا رہا ہے اب آگے صوبے کا کام ہے کہ شروع سے لے کر آخر تک پانی کی تفہیم کو صحیح طریقے سے لیتی بنائے۔ ممبر پنجاب نے کہا کہ پنجاب میں پنجد کے مقام پر اس وقت 16000 کیوںکم پانی ہے جو کوئے سے 70 فیصد کم ہے۔

سندھ کی جانب سے پنجاب میں پانی کے غلط استعمال کے اڑامات لگائے گئے ہیں۔ اس بارے میں اور لیں راجچوت نے کہا کہ اگر سندھ کی جانب سے یہ اڑام لگایا جا رہا ہے کہ پنجاب میں سندھ کے حصے کا پانی استعمال ہو رہا ہے تو یہ بلا جنین ہے۔

انھوں نے کہا کہ اس میں سیاست نہیں ہو رہی کیونکہ واقعی سندھ میں پانی کی کمی ہے اور جس کا اثر اس صوبے کی زراعت پر پڑتا ہے۔

تاہم انھوں نے کہا کہ اس سلسلے میں ارسا سے اوپر ایک سپریم بادشاہی مشترکہ مقادرات کو نسل ہے جس میں سندھ کو تحریری طور پر شکایت دینی پڑے گی جو ان کی اطلاع کے مطابق اب تک نہیں دی گئی۔ اور لیں راجچوت نے کہا کہ پانی کے تنازعے پر فیصلہ ارسا میں اکثریتی دوست پر ہوتا ہے جس میں پنجاب کو اکثر خبر پختنخو اور بلوچستان کی حمایت حاصل ہوتی ہے کیونکہ پنجاب نے پانی کی کمی کی صورت میں دونوں چھوٹے صوبوں کے حصے کے پانی میں کی نہ کرنے کی حمایت کی تھی۔

انھوں نے کہا اس سلسلے پر کیا سیاست ہو رہی ہے اس کا جواب دینا ان کا کام نہیں۔ تاہم انھوں نے کہا کہ وہ اعداد و نتائج کی نیاد پر بات کرتے ہیں اور ان کے مطابق پنجاب میں پانی کی چوری نہیں ہو رہی۔ پانی کہاں جاتا ہے؟

سندھ کی جانب سے پنجاب میں پانی چوری کے اڑامات پر بات کرتے ہوئے محمود نواز شاہ نے کہا کہ وہ چوری جیسا سخت لفظ استعمال نہیں کریں گے تاہم یہ بات صحیح ہے کہ پنجاب میں زیادہ پانی استعمال ہو رہا ہے جو وہاں زیر کاشت رہتے ہیں

موں سون کی بارشیں ہوتی ہیں تو سسٹم میں پانی کی وافر مقدار آجائی ہے تو پھر یہ تنازع دم توڑ جاتا ہے۔

ڈاکٹر حسن نے بتایا کہ سندھ 1948 میں ہندوستان نے پاکستان سے کہا کہ اس کے مغربی دریاؤں کا پانی سمندر میں گر جاتا ہے اور اس نے مشرقی دریاؤں پر پانی روکنا شروع کیا اور پاکستان سے کہا کہ وہ مغربی دریاؤں سے مشرقی دریاؤں میں پانی ڈالے۔

اس مقعد کے لیے انک کی نال کا تصویر سامنے آیا اور چشمہ جہنم انک کی نال اسی تصویر کا حصہ ہے کہ جب سندھ سے جہنم میں پانی ڈالنے کے لیے اس کی کھدائی کی گئی۔

انھوں نے کہا اس کا مقعد تو یہ تھا کہ جب سیلانی سینز میں پانی زیادہ ہو تو اسے پانی کو سندھ سے جہنم منتقل کیا جائے تاہم اس کے بعد سے عام دونوں میں کھولا جانے والا جس کی وجہ سے سندھ کے اعتراض سامنے آئے۔

انھوں نے کہا پھر گریٹر تھل کی نال کا لی گئی جو غیر اباد علاقے کو آباد کرنے کے لیے کھالی گئی جس پر اعتراض آیا کہ پہلے سے آباد سندھ میں اس کی وجہ



ہے اور جو لائی میں جب موں سون کی بارشیں ہے۔ انھوں نے پانی کھیں تو جا رہا ہے لیکن سندھ شروع ہوتی ہیں تو یہ تنازع ختم ہو جاتا ہے جب وافر مقدار میں پانی والے سسٹم میں آ جاتا ہے۔

ان ماہرین کے مطابق ملک میں پانی ذخیرہ کرنے اور اسے تقیم کرنے کا نظام دو اداروں، واحداً اور ارسا، کے درمیان بنا ہوا ہے جو بہت سارے مسائل کو جنم دیتا ہے۔

ملک میں پانی کی تقیم کا نظام؟ پاکستان میں صوبوں کے درمیان پانی کی تقیم کے لیے سن 1991 میں ایک معاملہ کیا گیا تھا، جس کے تحت چاروں صوبوں کو ریج اور خریف کی فصیلوں کے لیے ایک خاص نتیجہ سے پانی فراہم کیا جاتا ہے۔

انڈس روپر سسٹم اتحاری (ارسا) کی ویب سائٹ پر موجود سن 1991 معاملے کے مندرجات کے مطابق پنجاب کو پانی کی تقیم میں 55.94 ملین ایکڑ کو شدala، جس میں خریف سینز کے لیے 37.07 اور ریج سینز کے لیے 18.87 ملین ایکڑ شامل تھا۔

سندھ کا کوڈ 48.76 ملین ایکڑ کو شدھے ہے جس میں خریف کے لیے 33.94 اور ریج کے لیے 14.82 ملین ایکڑ کو شدھے ہے۔

خیر پختنخو کا کوڈ 5.78 ملین ایکڑ کو شدھے کا بوجہ 3.87 ملین ایکڑ کو تباہی کیا گیا۔ اس معاملے کے تحت مختلف میں میں پانی کی تقیم کا پورا نظام وضع کیا گیا۔

سندھ میں پانی کی کمی وجہ پنجاب میں پانی کے غلط استعمال کو قرار دیا جاتا ہے۔

آبادگار بورڈ کے واکس جیائز میں محمود نواز شاہ نے، جو اس موضوع پر تسلیم سے آواز اٹھا رہے ہیں، بی بی سی نیوز کو بتایا کہ پہلے تو اس بات کا احساس نہیں ہو رہا تھا کہ پانی کی کمی کا اخراج کم ہوتا ہے اور سندھ اور



سے پانی کی کمی ہوئی۔

سابق ممبر ارسا دلیس راجچوت نے بی بی سی نیوز کو بتایا کہ اس سلسلے میں بی بی سی نیوز کو تباہی کے موجودہ سینز میں ہر سال پانی کی کمی کا سامنا ہوتا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ تریلہ ڈیم میں پانی کے سسٹم میں پانی ڈیم پر ہے، جس کی وجہ سے پانی کے سسٹم میں کم ہے اور سندھ کی جانب سے پنجاب میں زیادہ پانی کی استعمال کرنے پر اعتراض سامنے آیا ہے۔

ان کے مطابق ہر دن کے لیے پانی مختص کیا جاتا ہے اور 11 میگا سے 20 میگا کے دس دن میں

معمولات میں شامل ہی نہیں کہ صحیح جب تو تھوڑے برس میں اس سے بڑی سطح پر ڈیموں میں کریں تو دامت برش کرتے وقت قل بند کر دیں۔ پانی کے ذخیرہ کرنے اور اس کے اخراج پر سرکاری اداروں کے کام کا طریقہ کار ہے۔ انھوں نے کہا کہ وہ قرار دیا، جس میں پنجے کے حصے میں رہنے والا پانی کی صورت میں نقصان اخراہا ہوتا ہے اور کہ واپس اکا کام ڈیم میں پانی ذخیرہ کرنے کا کام ہوتا ہے۔ جتنی دریہم برش کرتے ہیں، مل کھاڑکے ہیں اور پانی ضائع ہوتا ہے۔ یہ لاپرواہی بند



ہوتا ہے۔ انھوں نے کہ یہ کام دو احتاریز کرتی کرنا ہوگی۔ منہ دھونے، نہانے کیلئے بھی پانی کی اتنی ہی مقدار استعمال کریں، جتنی ضروری ہے۔ یاد کیجیے! ہمارے ہمسایہ بھارت نے پاکستان کی طرف آنے والے دریاوں پر ڈیم بنا کر اپنی زراعت کو ادار پانی کو اپنے لیے خوفناک کر لیا ہے۔ اس کے مقابلے میں ہم نے قوی سطح پر کچھ بھی نہیں کیا، سوائے مختلف مجوزہ ڈیموں کی مخالفت کرنے کے۔ ان ڈیمز کی تعمیر کو سیاست کی نذر کر دیا گیا۔ سمجھ سے باہر ہے کہ اگر کسی ڈیم کا فائدہ پورے پاکستان کو ہے تو اس کی مخالفت کرنے والے کس طرح پاکستان کے خیر خواہ ہیں؟

حالات نازک رکھنے میں داخل ہو چکے ہیں۔ اگر آج، ابھی اور اسی وقت ہم نے ہوش کے ناخن دلیلے، پانی بچانے کی کوشش کو ذاتی زندگی کا حصہ بنایا تو یعنی رکھی کسی بھی دشمن کو ہم پر ایتمم، ہائیڈروجن، بیم وغیرہ پیشکنے کی بالکل بھی ضرورت پیش نہیں آئے گی۔ کیونکہ ہم پانی کی کی بدولت خشک سالی، قحط اور تباہ حالی کا شکار ہو چکے ہوں گے۔

اس مکانہ تباہی کا سامنا کرنے سے بچنے کے لیے آئیے ہم سب مل کر عہد کریں کہ آج ابھی اور اسی وقت سب پانی بچائیں گے۔ اپنی نسلوں کو پیاس سے مرنے سے بچائیں گے۔ پاکستان پیاس کیسیں گے۔

ان کی پیداوار بھی زیادہ ہوتی ہے۔

انھوں نے پانی کے ترقیتی ماؤن کوس سے بڑی وجہ قرار دیا، جس میں پنجے کے حصے میں رہنے والا پانی کی صورت میں نقصان اخراہا ہوتا ہے اور بھی اس وقت بھی ہورہا ہے کہ ستم میں پانی کی کمی کی وجہ سے سندھ میں پانی کم پہنچ رہا ہے اور پنجاب میں اس کے استعمال کی شکایات سامنے آ رہی ہیں۔

ڈاکٹر حسن عباس نے اس سلسلے میں بتایا کہ پانی کا ترقیتی ماؤن اس کی بڑی وجہ ہے جس میں پانی کے نظام میں اوپر کے حصے پر واقع صوبہ فائدے میں ہوتا ہے اور جو صوبہ ستم کے آخر میں واقع ہے اسے نقصان کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

انھوں نے جب اگریزی دور میں سن 1850 کی دہائی میں یہ نظام متعارف کرایا گیا تو اس میں پانی چوری کا نام نہیں دیا گیا بلکہ پانی کے نامناسب استعمال کی بات کی گئی جو آج بھی رائج ہے۔ انھوں نے پانی کے اس غلط استعمال پر صرف جمانہ ہوتا ہے اور اس جمانے کی عدم ادائیگی پر بھی پانی کی فرمی روکی نہیں جاتی۔

انھوں نے کہا جب پانی کم ہوتا ہے تو لازمی طور پر اوپر کے حصے میں واقع علاقے میں پانی چوری ہو گا اور اس وقت بھی سینی ہورہا ہے کہ پانی کم ہے تو اسکے میں اس کا زیادہ استعمال ہو رہا ہے اور سندھ پنجاب میں اس کے دہانے پر موجود انہیں کو کمال کر اس کے وجہ سے شکایت کر رہا ہے۔



مبینہ طور پر چوری شدہ پانی کے استعمال کے بارے میں ڈاکٹر حسن عباس نے کہا موجہ کی ایک اینٹ نکلنے سے پانی کا ہراہاڑ زیادہ ہو جاتا ہے۔

ڈاکٹر حسن عباس نے اس سلسلے میں بتایا کہ ایسے واقعات ان کے علم میں بھی ہیں کہ جن میں موجہ بھیست قوم شتر بے مہار ہم محلی آنکھوں سے اپنے طرف آتی ہوئی پریشانی وجاہی کو بے وقوفی سے دیکھنے میں مگن ہیں۔ ہماری زندگی کے روزمرہ



تیمر: ساحلوں کی بقا کا ضامن

انہوں ڈیلٹا کی یہ وسیع و عریض دنیا انواع و اقسام کے جانوروں اور آبی مخلوق کا مسکن ہے، جو دن بدن کم ہوتے میٹھے پانی اور سمندری پانی کی زور آوری کی وجہ سے زوال پذیر ہے۔

تیمر گلے کا تو جھیگے کی افزائش ہو گی۔ بطور ایندھن جلانے کیلئے تیمر کی بے دریغ کثافتی نے حالات کو اس نئی پرداز الا ہے۔

50 فٹ چوڑے اور اتنی ہی لمبائی کے حامل تالاب اب اس گاؤں کی معاشری مجاتی کے ضامن بن رہے ہیں۔ سمندر سے کیکڑے پکڑ کر تالابوں میں ان کی فارمگنگ کا منصوبہ بھی اسی ادارے کی مردوں میں منت ہے۔ ڈیڑھ ماہ میں تیار ہو جانے والے بڑے کیکڑوں کو بازار میں با آسانی 4 سو لے کر 8 سو روپے فائدہ بیجا جاسکتا ہے۔ 4 تالاب تیار ہے اور تیاری کے مراحل سے گزر رہے تھے۔ تیمر کے ساتھ ساتھ ساحل پر گھاس کی افزائش بھی رکھائی دیتی ہے جو مویشیوں کا چارہ بنتی ہے۔

موسیقی تہذیبوں کے لحاظ سے پاکستان اس وقت بدترین دور سے گزر رہا ہے۔ سیال، خشک سالی، شدید بارشوں اور طوفانوں میں پاکستان سرفہرست آتا جا رہا ہے، لیکن ارباب اختیار اور متعاقب ادارے شتر مرغ کی طرح رہتے میں سرچھائے پیشے ہیں۔

کیونکی کی سطح پر کیے جانے والے چھوٹے چھوٹے اقدامات اکثر اوقات بہت دور س متاثر کے حالت ہوتے ہیں۔ ماحولیاتی تبدیلی کے خطرات کو سمجھ کر ہی ان کا مقابلہ کرنا وقت کی اہم ترین ضرورت ہے۔

منڈلاتا سفید سر والا عقاب بھی بے فکری سے کوئی کشکار میں لگا ہوا تھا۔

کشتی پر دو گھنٹوں سے زائد کا سفر، جال بکھیرتے، سیئتے چھوٹے گھنٹوں کی دنیاد میکھتے گزار۔ نیکتوں پانی پر سورج کی کرنوں کا رقص جاری تھا۔ پانی اور کرنوں کے اس اٹوٹ بندھن کو دیکھتے دیکھتے راستہ سمتا رہا اور منزل پر تصود میں آگئی۔

مصری جت گاؤں، پانی سے گھری دنیا میں مست لوگوں کا مسکن۔

لقریا 5 ہزار نفوں پر مشتمل اس آبادی میں ساحل پر کنکری کے ایسے گھر ایسا تھا جنہیں بچے اپنی اوپین ڈارانگر میں بناتے ہیں۔ پانی چڑھنے کے خطرے کے پیش نظر ان گھروں کی بیاندیں اپنی رکھی جاتی ہیں جن میں سے پانی بہہ کر نکل جاتا ہے۔

عورتوں کو معاشری طور پر خود کفیل بنانے کیلئے سالانی سکھانہ کا منصوبہ ابھی زیر تحریک ہے۔ جس معیار کی کڑی سے بننے ان کو ٹھہری نہ گھروں میں بیت اخلا کے نام پر ایک کوئے پر پھر کی سل دھری تھی، ساری گندگی اس سل پر سے خود بخود بہتی ہوئی گھر کے باہر چلی جاتی ہے، نکلی، نوئی اور علی یہاں اب تک نایاب ہیں۔

ان دور دراز ملاقوں میں سمندر اور دریا کے عالم میٹھا پانی یہاں آسائش میں شار ہوتا ہے، تعلیم کی شاید اب تک ضرورت محسوس کی نے بھی نہیں کر سکیں۔ انہوں ڈیلٹا کی یہ وسیع و عریض دنیا انواع و اقسام کے جانوروں اور آبی مخلوق کا مسکن ہے، جو دن بدن کم ہوتے میٹھے پانی اور سمندری پانی کی زور آوری کی وجہ سے زوال پذیر ہے۔ سروں پر

سعدیہ عبید خان

موسیقی تہذیبوں کے لحاظ سے پاکستان اس وقت بدترین دور سے گزر رہا ہے۔

وہ اذل سے وہاں میں اور ابتدئ وہیں رہیں گے... سمندران کے آگے پیچھے، دامیں اور بائیں ہے... سر پر کھلا آسمان ہے اور محض اپنا زور بازو... نیادی سہولتیں کے کہتے ہیں یہ ان کی بلا جانے۔

انہیں 2 وقت کی روٹی کی ٹکر ہے اور زیادہ کچھ نہیں۔ پھر بھی ان کے بے نیاز چیزوں کی شادمانی اور بے ٹکر مکراہت اُن سے لاکھ درجے بہتر ہے جو برائٹ ڈبلوسات پہنچنے اور بڑے ہو ٹلوں میں کھاتے پیتے ہیں۔

کراچی سے قومی شہراہ، برستہ گھارو، گاڑھو، میر پور ساکر اور چاول کے کھیتوں سے گزرتی تپلی خاردار کیکر کی جھاڑیوں سے بھر راستہ، جس نے ہمیں ڈانڈ جھٹی کے گھرے نیکگوں اور لا جور دی پانی سے متعارف کرایا۔

جب ہم تپتی ہوئی دوپر وہاں پہنچے تو ساحل کی موجودی پر ہمکارے لیتی کشیتوں پر ڈیزل لا جارہا تھا تاکہ اس دریا سے وہ اپنے حصے کا رزق حاصل کر سکیں۔ انہوں ڈیلٹا کی یہ وسیع و عریض دنیا انواع و اقسام کے جانوروں اور آبی مخلوق کا مسکن ہے، جو دن بدن کم ہوتے میٹھے پانی اور سمندری پانی کی زور آوری کی وجہ سے زوال پذیر ہے۔ سروں پر



شیا سے زمین پر آسمان نے ہم کو دے مارا

صدی میں موجود بیان تھا۔ حالانکہ ترکستان وہ خط حق جنہوں نے قرون وسطیٰ میں عالم اسلام کو سائنس اور حدیث و فقہ کی دنیا میں امام بخاری، ابن حیثما، رازی، طبری، حنفی نادوروزگار ہستیاں فراہم کیں۔ آج چین نے صرف مشرقی ترکستان کی تمام دولت پر قابض ہے بلکہ ان مظلوموں کو اسی بھی نہیں لینے دے رہا۔ ان کا قصور کوئی اور نہیں صرف جرم ضعیف ہے۔

ہندوستان، سلطنت عثمانیہ اور مسلم دنیا کے دوسرے حصے بھی اسی جرم ضعیفی کا شکار ہے اور ایک عہدہ اشتی کو چھوڑ کر آج بھی بحیثیت مجموعی پوری مسلم دنیا اسی مرض کا شکار ہے۔ آج ایک سو اس کروڑ کی تعداد کے باوجود کشمیر، فلسطین، برماء، ہندوستان ہر جگہ مسلمان سب سے زیادہ مظلوم قومیں ہیں۔ لیکن اس سے زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ آج بھی بھی بھی اسرائیل کی طرح اس فخر اور غرور کا شکار ہیں کہ ہمارا محض مسلمان ہونا ہی ہمیں خدا کا چھپتا اور دنیا کی عظیم قوم بنانے کیلئے کافی ہے۔ صنعت اور تجارت کے میدان میں جب ہم مغرب اور چین کی میان میں جب ہمیں جب ہمیں مغرب اور چین کی کامیابیوں پر دانتوں میں انگلی دیتے ہیں تو ہمارے خلیب ہمیں یہ بتاتے ہیں کہ اس ترقی سے کچھ نہیں ہوتا تم ہی اللہ کے چیزیں ہو اور تمہیں ان تمام قوموں پر برتری حاصل ہے اور مومن ہے تو ہے تھی بھی ازتا ہے سپاہی۔ ہم بیک وقت مغرب سے احساس

خون کے تجارتی مراکز یورپ کو چین سے ملانے والی قدیم شاہراہ ریشم کا حصہ تھے لیکن یہ سب فوائد جھوٹی میں گرتی چل گئیں۔ اس حقیقت سے انکار میں اپنا دفاع کرنے کی طاقت نہیں تھی۔ آج وہاں نہیں کیا جاسکتا کہ ہزاروں کی تعداد میں علوم کے مرکز یعنی مرد سے موجود تھے، لیکن اس تعلیمی نظام



میں جو دین اور دنیا دونوں کی ضروریات کو پورا کرنے کیلئے ڈیزائن کیا گیا تھا، دیگر بہت سے ہے جو جدید نیکنالوچی کی مدد سے مظلوم ایغور دنیوی معاملات کی طرح مکمل دفاع کے تقاضوں کو بھائیوں پر مسلط ہے۔ اس معاملے کا طبعی ساجائزہ پورا کرنے کی الیت نہیں تھی۔ جہاد کا نظریہ تو موجود بھی یہ بات واضح کرتا ہے کہ جس جرم کی سزا ایغور خاگمر اس کی دور رس تیار کیلئے علم اور تحقیق کا کوئی عوام بھگت رہے ہیں وہ جرم ضعیفی ہے۔

کلچر مسلم دنیا میں پندرھویں، سوایوں، سترھویں پاپیر کے اس پار مغربی ترکستان یعنی موجودہ روس

تربیتی حسن 1903 میں ایک امریکی سیاح ایز و تھے ہنٹنکشن نے سرینگر سے کارگل اور لداخ کے ذریعے مشرقی ترکستان (چین کے زیر کنٹرول سنگیانگ) کا سفر کیا۔ وہاں چھ ماہ گزارنے کے بعد اس کا کہنا تھا کہ مشرقی ترکستان میں غلہ، میوہ جات، معدنیات و افر مقدار میں پائی جاتی ہیں، یہاں تک کہ ہیرا اور سونا بھی پایا جاتا ہے، لیکن خوش حال ہونے کے باوجود یہاں کے لوگوں کی سوچ بہت محدود ہے۔ اپنیں نئے آئینے یا زے کے کوئی وجہ بھی نہیں۔ یہ لوگ اپنے گھر اور کھیت سے آگے ابتدائی مفاد کے کسی کام کیلئے مشکل ہے ہی کچھ سوچنے پر آمادہ ہوتے ہیں۔

مشرقی ترکستان (سنگیانگ)، چین کے زیر حکومت دوسرے علاقوں کے مقابلے میں ابتدائی زرخیز علاقہ ہے۔ اس کا رقبہ چین کے مقابلے کا اخarra فیضدار اور آبادی چین کی ڈیڑھ ارب کی آبادی کے مقابلے میں صرف 26 ملین ہے۔ اس کی سرحدیں پاکستان سمیت آجھے ممالک اور جموں کشمیر، گلگت بلتستان اور تبت کے متنازع علاقوں سے ملتی ہیں۔ اس کا محل قوع ابتدائی اسٹریچ ہے اور اسی وجہ سے چین کا گلوبل منصوبہ بیٹھ اینڈ روڈ اس خطے سے ہو کر گزرتا ہے۔

قدیم زمانوں سے ہی اس کے شہر کا شغیر، یار قند،

بک پر ایک دوسرے کو جذبائی نعروں سے مزین پوش فارود کرنے کا اپنا ہی ایک مزہ ہے۔ اس فیس کی جہاد کے دران کئیں بین الاقوامی قوانین یاددا رکھتم اپنے آپ کو اخلاق کے اعلیٰ منصب پر فائز گھومن کرتے ہیں اور ان کی حیوانیت پر نوح کنان ہوتے ہیں، لیکن یہ نہیں سوچتے کہ اس صورت حال سے نکلنے کا کوئی باعزت حل ہے یا نہیں؟

اس وقت پاکستان اور خصوصاً مسلم دنیا جس صورت حال سے گزر رہی ہے، اس کا کوئی شارت ٹرم حل نہیں۔ ہمیں لال تقدیر پر سبز پر چم لہرانے کا دعویٰ کرنے والوں کی باتیں زیادہ بھاتی ہیں جن سے ہمیں بڑی میشی سہماں نہیں آتی ہے۔ لیکن جب شمیر، فلسطین، برماں مسلمانوں پر زیادتی کی انتہا ہوتی ہے تو تصوری دیر کیلے ہم گہری نیند سے جاگ گھی لیکن قیادت چاہے وئی ہو یا سیکولر، کہیں بھی تحقیق کی اہمیت و افادیت کا احساس نظر نہیں آتا۔

احساس کتری اور برتری کو ایک طرف رکھ کر طاقت پکڑنے اور اقوام عالم میں باعزت مقام حاصل کرنے کیلے ایک دوسرس اسریتی کی ضرورت ہے اور اس کا راستہ تحقیق کے میدان میں پھیپھی کی طرح محنت کرنے کے علاوہ پکھا و نیس۔ قرآن حس صبر کو کامیابی کی شرط قرار دیتا ہے میرے نزدیک وہ آج کے دور میں اس کے علاوہ پکھا و نیس۔ لیکن ہم بحثیت قوم اس محنت والے حل پر ارضی نہیں۔ ہمیں لال تقدیر پر سبز پر چم لہرانے کا دعویٰ کرنے والوں کی باتیں زیادہ بھاتی ہیں جن سے ہمیں بڑی میشی سہماں نہیں آتی ہے۔ لیکن جب شمیر، فلسطین، برماں مسلمانوں پر زیادتی کی انتہا ہوتی ہے تو تصوری دیر کیلے ہم گہری نیند سے جاگ گھی جاتے ہیں، اور یوکلا بولا کرا یک دوسرے سے اس کا حل دریافت کرتے ہیں۔

ایسے میں لیدران کو پھر قوم کو اکٹھا کرنے کا اور حکمرانوں کو برا بھلا کنہے کا موقع مل جاتا ہے۔ فیس

افسوں ان سوال میں ہم اب زمیں پر بھی نہیں رہے۔ دین کی غلط تصریح کرنے والوں کے پیچھے اندھوں کی طرح چلنے کے نتیجے میں اب ہم پاتال کی گہرائیوں میں کھڑے دنیا کا نظارہ کرتے ہیں تو ہمیں ہر چیز گدی نظر آتی ہے اور ہم جہالت کے اس کنوں میں محسوس ان گدے نظاروں کو دیکھ کر ہے، وہ ہمیں دنیا کو دیکھنا سادہ سا ففہتائی ہے، مغرب کی تباہی کی پیش گوئیاں کرتے ہیں اور اپنے تیس اپنے لیدران اور اس کا لرز کو دنیا کے سب سے بڑے داشوران سمجھ کر ان کی نظریاتی بیوی میں لگ جاتے ہیں۔ ہم اسی پاتال میں سانس لیتے اسی کو ساتھ دیا، ورنہ آج ہم ٹکست خوردہ نہ ہوتے۔ ہم مسلمان ہیں اس لیے باقی دنیا ہم پر ظلم اپنی جنت سمجھنے لگتے ہیں۔

ہم مسلمان ہیں اس لیے اچھے ہیں، باقی دنیا ہم پر ظلم کر رہی ہے وہ بڑی ہے۔ ہم جب تک اس مقابلے سے نہیں نکلیں گے اسی طرح پتھر رہیں گے۔ بھارت، امریکا، اسرائیل، چین، برما داصل اللہ کے عذاب کی شکلیں ہیں۔ اس عذاب سے نکلنے کیلئے جذبائی نعروں اور دہائیوں کی نہیں، اپنے پہلے کہہ گئے ہری سے زمین پر آسمان نے ہم کو دے ما رہی ہے۔

Faiq Enterprises

Q&F

CHAAT MASALA
poudre de piment rouge | مسحوق الفلفل الأحمر | qırmızı biber tozu

DHANYA POWDER
poudre de coriandre | بودرة الكزبرة | kesnis tozu

HALDI POWDER
poudre de curcuma | مسحوق الكركم | qırmızı biber tozu

RED CHILLI
poudre de piment rouge | مسحوق الفلفل الأحمر | qırmızı biber tozu

KALI MIRCH
poudre de piment rouge | مسحوق الفلفل الأحمر | qırmızı biber tozu

Faiq Enterprises

انڈس ڈیلٹا

موسماتی تبدیلیاں اور خواتین کی صحت



موسماتی تغیرات کے باعث خواتین اور بچے سب سے زیادہ متاثر ہوئے ہیں

دیتے ہوئے کہا کہ صدی کے آخر تک 50 فیصد آبی بحارات بند کا عمل بھی تیز ہو گیا ہے۔ جس کی زیادہ سیالاب آئیں گے۔ انہیں آر گینا نہیں ساتھ یہ اضافہ بہت زیادہ ہے۔

کیٹی بندراوارہ شماریات کی نظر میں ادارہ شماریات کے مطابق کیٹی بندرا کی آبادی 59,699 ہے۔ جس میں سے دینی خواتین کی تعداد 26,363 ہے، اور 2,068 خواتین کیٹی بندرا کے شہری حصے میں رہتی ہیں، جبکہ ایک سے دو سال کے پہنچ کی تعداد 6,842 ہے۔ شماریات کے اعداد و شمار یہ بھی کہتے ہیں کہ کیٹی بندرا کی 77.43 فیصد آبادی دینی علاقوں میں آباد ہے جن کا ذریعہ معاش مایہ گیری ہے۔ شہری آبادی زیادہ تر زراعت کے شعبے سے وابستہ ہے۔ فرموم کردہ چارٹ کے مطابق 1998 میں مل کی آبادی 41.410 اور 1997 میں سے 38.897 دینی اور

آبی بحارات بند کا عمل بھی تیز ہو گیا ہے۔ جس کی زیادہ سیالاب اور زمین میں نمکیات آف مائیگرین کی روپر ٹکر رہی ہے کہ انڈس ڈیلٹا کے ڈائریکٹر گران صابر بھی کرتے ہیں۔ ان کے پہنچ میں بھی تبدیلی دیکھنے میں آرہی ہے۔

چارٹ بیٹوں، تین مس کیرج اور شادی کے 17 سال کے بعد 36 سالہ شہناز کے ہاں آپریشن کے ذریعے بیٹی کی ولادت ہوئی ہے۔ جب ہم ان سے ملے تو وہ انڈس ڈیلٹا کے روایتی لکڑی سے بنے ہوئے ایک کمرے کے گھر میں بیٹھی اپنے بیٹے کو جھووا، جھلاری تھیں۔ بیٹے کی پیدائش پر وہ ان کے میان سلیم بہت خوش تھے۔

چھلی اور کیکڑے کا کام کرنے والے 45 سالہ سلیم اگر شہناز کی عمر 36 سال تھیں تاہم تو ہم انہیں 40 سال سے اوپر کی خاتون سمجھتے۔ کیٹی بندرا پر واقع موسماتی تبدیلیوں سے مقابلہ کرتے گھرانے کی کہانی ہے۔ جہاں شہناز اور سلیم جیسے ہزاروں خاندانوں کی کم و بیش ایک جیسی کہانی ہے۔ لیکن جاننا ضروری ہے کہ وہاں کی عورت کی محنت کیسی ہے۔



ناما کے 1993 سے مارچ 2021 تک کے فصود زیادہ تیزی سے پھیل رہے ہیں، خاص کر مغربی ہمالیہ کے گلیشیر۔ کہیں زیادہ بارشوں کی وجہ سے سیالاب ہیں اور کہیں بیکھ سالی۔ اس سال بالائی سندھ میں زیادہ اور جنوبی حصوں میں کم بارشیں ہوئیں۔ جس کی وجہ سے بیٹھے پانی کا بیول کراچی میں سطح سمندر میں سالانہ (mean) 1.1 میٹر کا اضافہ ریکارڈ کیا گیا ہے۔ گلیشیر زیادہ تیزی سے پھیلنے کے ساتھ

شہناز جیسی عورتوں کی تیرتی کہانی واپس شہناز کے گھر پہنچتے ہیں۔ جہاں صبح کا وقت

بھگ 36 سال ہو گئے ہیں۔ اب میرے پاس جو خاتون، سب سے کم کھاتی ہے۔ جس کی وجہ سے یہ بائی رسک حاملہ ہوتی ہیں۔ پھر زیادہ خون بہہ جانا بھی ایک اہم مسئلہ ہے۔

سانپ اور کیڑوں کے کامنے کے ساتھ کیٹی بندر کی خواتین بی پی چیک نہیں کرتیں۔ اس لیے یہاں کم عمری میں دل کی بیماریاں عام ہیں۔ پھر تین چار نہیں پدر ہویں سلوہیں بارکی حاملہ ہمارے پاس آتی ہیں۔ یہی بات شہناز کے مطابق انہیں بلاتی ہیں۔ کہیں پدر ہوئے اس پیدائش کے وقت کام کرتی ہے، یعنی 32-36 ہفتے میں پیدائش۔ یہی وجہ ہے کہ 1-5 سال تک کے بچوں کی شرح اموات زیادہ ہے۔

کمی بندر اور موسمیاتی تبدیلی میں ماہرین کیا کہتے ہیں؟

روز جیتھے سینٹر کیٹی بندر کی اضافی نر سس ”ماں“ مہشوری“ نے بتایا کہ غیر تربیت یافتہ دائی کو ہائی سندھ انوارست پونکشن اجنبی کے ڈائریکٹر



اور ہوا گرم ہے۔ وہ اپنے چند دنوں کے میانے میں صہیب کو جھوٹے سے نکال کر گیلے کپڑے سے صاف کر کیٹی بندر میں واقع الفارابی اسپتال ڈاکٹر شیرشاہ کے زیر گرانی چل رہا ہے۔ اس پرائیویٹ ادارے کو تربیت یافتہ دائی کی وجہ سے ان کے کئی پیچے اس دنیا میں نہیں رہے۔ سلیم بتاتے ہیں کیونکہ پہلے بھی تخت چلایا جا رہا ہے، لیکن سرجری اور مشکل سے دائی اور پھر حصے میں سے میر پور ساکرو کے سرکاری اسپتال جا رہی تھیں۔ پیچے کی جنس معلوم ڈاکٹر موجود رہتی ہیں۔

ہونے کی وجہ سے بھی اس پارسیم اور شہناز نے مستند ڈاکٹر کے پاس جانا بہتر سمجھا۔ لیکن خون کی شدید کی کی سبب جانہ بخوبی کو محنت کے مسائل کا مسئلہ یہ اس پارسیم شہناز کو محنت کے مسائل کا سامنا کرنا پڑا۔ آخر میں آپریشن کے ذریعے ہی صہیب کی پیدائش ہوئی۔

شہناز بتاتی ہیں کہ یہاں کا بنیادی کھانا چھلکی اور جیبیگا ہی ہے۔ کبھی کبھی سبزیاں مل جاتی ہیں۔ حکومت نے ابھی سرکاری نکال کا لگایا ہے، جس کے بعد صاف پانی مل رہا ہے۔ پہلے ہم ٹریکٹر کے ذریعے نکلنے والا پانی استعمال کرتے تھے، جو تقریباً ہمیں 12 سے 15 ہزار کا پڑتا تھا۔ اب پانی منت مل رہا۔ یہ پانی کیٹی بندرٹی کیلے ہے۔ کریک میں رہنے والوں کو یہاں سے پانی لینا پڑتا ہے۔



جنین اور اسٹیلائزیشن کا کیا پتا۔ یہاں ایک طرف خوراک اور پانی کی کی ہے، دوسرا طرف ان علاقوں میں وہائی امراض جیسے میلریا، نامیغنا بیٹہ اور جلدی امراض زیادہ تیزی سے پھیلتے ہیں۔ اس بات کی تعداد قلت کا بھی شکار تھی۔ اگر وہ پہلے ہمارے پاس آتی تو شاید اس کی حالت بہتر ہوئی۔ یہ ان کا ساتھ تو جیسے تیس کے زیوری تو ہم نے کراوی۔ ماس کی جب یہ حالت تھی تو سمجھ سکتے ہیں کہ پچ کس حال میں ہوگا۔ اسے فرا آئیں گانی پڑی۔ ہمارے پاس کھولیات تھیں اور ہم نے دیں۔ شاید پچ اور ماس بہتر ہو جائیں لیکن دیر سے آنے اور شدید غذائی قلت کی وجہ سے ماس اور پیچ کی محنت شدید تراش تھی اور آسکنڈہ بھی ہو گی۔

کمی بندر کے کھارو چھان کی رہائش دائی سکن نے یہاں کم 25 سال کی عمر سے شروع کیا تھا اور اب لگ میں موجود تھے۔

جلد پھوڑ دی اور اب بیہاں کئی بندر میں شہری آبادی کی طرف آگئے ہیں۔ بیہاں کے مقابلے میں کھارو چھان کی کریکروں پر آبادی زیادہ ہے۔

خواتین کی سخت کیسے بہتر کی جائے؟

فصل آرہی ہے۔ کئی بندرو نیا بھر میں لال چاول کلیے جانا جاتا ہے۔ یہاں کام سے وابستہ تھیں۔ موسمیاتی تبدیلی یا سین کامنے کے لئے آج لکل بیہاں چاول کی فصل تیار ہے۔ محلی بانی اور زراعت ہی بیہاں کی پیچان

کیمی بندر میں خصوصاً کئی خواتین شجر کاری اور جگلات کے کام سے وابستہ تھیں۔ موسمیاتی تبدیلی کے اثرات ان پر منفی انداز میں پڑے ہیں۔ خصوصاً طوفان، سیلاں اور دمگردی کی آفات میں ان کے

ذکر عاصم بشیر خان بالبر معایشات ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ غذا کی تحفظ کا تعلق تن بنیادی امور سے ہے۔ غذا کی دستیابی، غذا خریدنے کی استطاعت اور غذا کا معیار۔ سیلاں کی وجہ سے سب سے پہلے غذا کی دستیابی یا فراہمی متاثر ہوتی ہے اور متاثرین سیلاں کے مال، مویشی اور سامان زیست تباہ ہوجانے کی وجہ سے غذا خریدنے کی استطاعت یا تو بالکل ختم ہوجاتی ہے یا کم ہوجاتی ہے۔ یوں سیلاں، طوفان، موسمیاتی تغیرات براہ راست غذا کی کا باعث بنتے ہیں۔

تو می نیوٹریشن سروے 2018 کے مطابق سنده میں 15 سے 49 سال کی خواتین میں خون کی کمی کی شرح بھی 55 فیصد سے زائد ہے۔ پچھلے 45.3 کی stunting کی 50 فیصد تک ہے۔ یہ 5 سال پر نے اعدادو شمار ہیں، اب سوچیے سیلاں کی وجہ سے لوگ کس حال میں ہوں گے۔ اس صورت حال میں لگشتہ سال آنے والے طوفان اور سیلاں کے اثرات سب سے زیادہ خواتین اور بچوں پر پڑے ہیں۔ سنده کے ساحلی علاقوں میں علاج معاجزے کی سہولیات میسر نہیں جبکہ بیہاں کے لوگوں کی نمائندگی انسپکٹوں میں موجود ہے۔ اس کے باوجود ان علاقوں میں کوئی بھی ترقیاتی کام نہیں ہوتا۔

جامعہ کراچی کے شعبہ ماحولیات کے ذاکر وقار احمد کا کہنا ہے کہ بگڑتے ماحول کے خراب اثرات



ماہر معایشات ذاکر عاصم سمجھتے ہیں کہ خواتین نہیں بلکہ تو عمر بچپوں میں خون کی کمی کی شرح بھی بہت زیادہ ہے۔ اس مسئلے کا حل حکومتی سطح پر تمام بچپوں کو خواہ وہ اسکول اور کام میں پڑھتی ہوں یا گھروں اور کھیتوں میں کام کرتی ہوں، خون کی کمی کے مسئلے سے منجذب کے اسباب بھی ادویہ اور رہنمائی فراہم کی جائے۔

اوہ تو براہ راست دو فراہم کی جائے، دوسرا یہ کہ بالواسطہ اقدامات یعنی صاف پانی کی فراہمی، بھاگی آب کے طریقے کو بہتر بنانا، پھن گارڈنگ کے ذریعے فراہم کرنا، سماجی تحفظ کے پروگرام کے تھے کہ طوفان کی خبریں آگئیں۔ اس وقت ہمیں جلدی میں لفکنا پڑا اور گھر اور کشتی ایسے ہی چھوڑ کر نکل پڑے تھے۔ کوئی ساکرو گیا، کوئی مٹھسہ، کوئی ملکی اور کوئی گھار و پہنچا۔ والہی ہماری ایک ماہ کے اندر ہو گئی تھی۔ لیکن کئی مہینوں تک بیہاں روزگار نہیں تھا۔ بند ہونے کی وجہ سے سیالاپی پانی کا دباو کچکم ہیتھوڑ کر کی جام تربیت کا نظام وضع کیا جائے۔

غذا کی کمی کے مسئلے سے منجذب کیلئے دو طریقے کی حکمت عملی ہوتی ہے۔ جبکہ الفارابی اپنے ایجاد کی اخراج نر سادھوڑی کا کہنا ہے کہ اگر تعلیم کے ساتھ خوارک بہتر کی جائے تو ماں اور بچے کو محفوظ رہنگی فرم کی جاسکتی ہے۔ مردوں کے ساتھ ساتھ خود عورتوں کی اپنی سخت کا خیال رہنا بہت ضروری ہے۔

دنیا کے وہ 45 ممالک جنہوں نے غذا کی پر خاطر خواہ قابو پایا، انہوں نے مؤخر الذکر اقدامات پر زیادہ زور دیا۔ اس کے نتیجے میں دو پڑھنے والے سرکاری اخراجات بھی کم ہو جاتے ہیں۔ لیکن ہیئتکوڑ کر کی جام تربیت کا نظام وضع کیا جائے۔

سلیم نے یاد کر کے بتایا کہ وہ بارہ سال سے سیلاں اور طوفان زیادہ آرہے ہیں۔ خاص کر 2010 کے بعد سے۔ سلیم سمجھتے ہیں کہ زمین یونچ جا رہی ہے اور پانی کی سطح بورہ رہی ہے۔ اس سے پہلے ہم کیمی بندر کی جھماڑ کریکر پر رہتے تھے، لیکن سیلاں اور پانی کی سطح بورہ کی وجہ سے ہم نے وہ

روزگار متاثر ہوئے ہیں۔ عموماً گھر میں پینے کا صاف پانی اور غذا کی کمی ہے۔ بیہاں کی خواتین کی صحت کس حد تک متاثر ہوتی ہے، اس کلیے اعداد و شمار ہمارے سامنے ہیں۔

موسمیاتی تبدیلیاں کیمی بندر کو متاثر کر رہی ہیں شہناز کے شوہر سلیم نے انتہاک تعلیم حاصل کی

انٹس ڈیلٹا کی زندگی، معاش اور لوگوں کے روزگار پر پڑے ہیں۔ اگر ہم کیمی بندر کی اور ماحولیات پر کام کرتے ہیں۔ کریں تو جو مسلمانی کڑھائی کر کے چار پیسے کمانے والی دیکھی خواتین ہوں یا شہری حصے کی خواتین جو کھیتوں میں کام کاچ کرتی ہوں، سب ہی چھوڑ ایسا کام کاچ کر رہے ہیں۔ اسی وجہ سے نہروں میں پانی گھر انوں کے معافی حالت اور سماجی ڈھانچے ہل گیا ہے۔ لہذا ہر خاندان میں روزگار اور دمگردی مسائل لیے سیلاں کے بعد اب چاول اور کچھ سبزیوں کی مزید بڑھ گئے ہیں۔

آن لائن مواد تخلیق کر کے لوگ کیسے پیسہ کھاتے ہیں

کیا اس پیشے کو بطور کریئر چنا جاسکتا ہے؟

پیسہ کمانے کے روایتی طریقوں کے علاوہ موجودہ دور میں بہت سے ایسے نئے طریقے بھی سامنے آ رہے ہیں جو جمکانی کے روایتی طریقوں سے کافی مختلف ہیں

لیکن کسی بھی دوسرا کام کرنے والے شخص کی وہ اس لمحے کو یاد کرتی ہیں جب انہوں نے اپنے خاندان کا اپنے نئے کام کے اپنے فیصلے سے آگاہ کیا تھا۔

ان دونوں میں حاملہ تھی، میں نے اپنے والدین کے سامنے اس شعبجی میں جانے کی خواہش کا اظہار کیا، انہوں نے سوچا ہو گا کہ تھیک ہے، فی الحال میں یہ کام کروں گی اور اگر میں بور ہو گئی تو کچھ اور کروں گی۔

ان کا کہنا ہے کہ نہ صرف گھر والے بلکہ ارگرد کے لوگ بھی اسے میرے شوق کے طور پر دیکھتے تھے۔ لوگ یہ بھی پوچھ لیتے تھے کہ اچھا تم یہ کر رہی ہو، لیکن تم اصل میں کیا کرتی ہو؟

فرج کھتی ہیں کہ جب میں نے یہ کام شروع کیا تو لوگوں نے یہ تین سوچا کہ یہ کسی کا حقیقی کام بھی ہو سکتا ہے۔ لوگوں نے جر اون ہو کر پوچھا کہ کیا یہ کام کر کے بھی لوگ پیسہ کھاتے ہیں؟ جب بکھار کھاتے تو لوگ سمجھتے تھے اسے یارا کیا آپ بھی ڈانس کر کے پیسہ کھاتی ہیں؟

لیکن ماہرین کا خیال ہے کہ اب لوگوں کی ذہنیت بدل رہی ہے اور وہ اسے ایک پیشہ کے طور پر دیکھنے لگے ہیں۔

جبکہ فرح کا تعلق ہے، ان کے پاس اس وقت کئی برائذر ہیں جن کے وہ اشہارات تیار کرتی ہیں۔

پہلے کی منصوبہ بندی کرنے کا ہے، آن لائن مواد تخلیق کر کے لوگ کیسے پیسہ کھاتے ہیں اور کیا اس پیشے کو بطور کریئر چنا جاسکتا ہے؟

میں عام طور پر یہ فتح میں 35-40 گھنٹے کام کرنے کے بعد کرتی ہوں۔ آپ جو ویڈیو سکرین پر دیکھتے ہیں بھی، لوگ ان کے کام کو حقیقی کام یا نوکری نہیں سمجھتے۔

وہ عموماً صرف ایک یا دو منٹ طویل ہوتی ہیں لیکن ایسا کیوں ہے؟ آن لائن مواد تخلیق کرنے والے (کامنیٹ کریئر) میں بہت سے کافی مختلف ہیں۔

سوشل میڈیا کے اس دور میں بہت سے انفوگرزر اور مواد تخلیق کرنے والے (کامنیٹ کریئر) ہیں جو سوшل میڈیا کے ذریعے بھاری رقم کھاتے ہیں۔

سوشل میڈیا پر آپ جو ویڈیو اور ریلز دیکھتے ہیں ان میں سے زیادہ تر انفوگرزر اور کامنیٹ کریئر اور مواد تخلیق کرتے ہیں۔

یہ پیسہ کمانے اور کام کرنے کی ایک نئی دنیا ہے مگر بھر بھی بہت سے روایتی لوگ اسے حقیقی کام کے طور پنکھی دیکھتے۔

اس کام کو سمجھنے کے لیے آئیے پہلے کچھ انفوگرزر کے تجربات جانتے ہیں۔

‘میرا دن گھر کے کام سے شروع ہوتا ہے۔ اپنی بیٹی کو سکول بھیجنے کے بعد میں خود کو کچھ وقت دیتی ہوں۔ اس کے بعد وہ 11 بجے سے میں اپنا پیشہ دران کام شروع کرتی ہوں۔ سب سے پہلے ایک نیم مینٹ کی بھتی ہے جہاں ہم سوچنا شروع کرتے ہیں کہ آگے کیا کرنا ہے۔ فناں کی رہنمی اس مینٹ میں شامل ہے۔ صبح کا وقت ہمارے لیے کام سے



لیکن آج بھی بہت سے لوگ ایسے ہیں جو اس پیشے کو کیریئر کے آپنے اپنے کام کرنے کے طور پر نہیں دیکھتے۔ اب میرے پاس ایک ٹائم کام کر رہی ہے، لیکن شروع میں میں سب کچھ اکیلی کر رہی تھی، لوگ پوچھتے ہیں کیا کام کرتی ہو؟ فرح نے مواد تخلیق کرنے سے پہلے کار پوریٹ ہدایا میں اور گذشتہ 6 سال سے اس کاروبار سے ملک مارکیٹ پر کام کر رہی تھیں۔

اٹر انگیزی کی مارکینگ میں اپنا اعتماد ظاہر کر رہے ہیں۔ جب بھی کوئی کمپنی اشتہار دینے کے لیے کسی ایجنسی سے رابطہ کرتی ہے، تو وہ کمپنی پوچھتی ہے کہ انفلوکسر کے لئے فالورز ہیں؟

کیا یہ فالورز حقیقی ہیں یا نہیں؟ اس نے کن برا فائز کے ساتھ کام کیا ہے؟ اس شعبے میں 5 سال یا 8 سال سے زیادہ عمر کے بچوں سے لے کر 80 سال تک کے لوگ کام کر رہے ہیں؟

سنڈیپ بڑی کمپنی ہیں کہ مارکینگ کی دنیا میں ہر دس سال بعد ایک نیا راجح آتا ہے۔ پہلی ویڈیو اخباری اشتہارات کے علاوہ کوئی اشتہار نہیں ہوتا تھا۔ پھر یہ یو اشتہارات ظاہر ہونے لگا۔ اور اب وہ وقت ہے جب کمپنیاں خاص طور پر صارفین کو نشانہ بنانے کے لیے اٹر انداز ہونے والوں کی طرف رجوع کر رہی ہیں۔

ہر برائی کی اپنی کیلیجی ہوتی ہے۔ کچھ انفلوکسرز ایسے ہوتے ہیں جن کے پانچ یا چھ ہزار فالورز ہوتے ہیں اور ٹھیک ہے، اور انفلوکسرز جن کے لاکھوں فالورز ہوتے ہیں۔ اس لیے برائیز اور انفلوکسرز کے درمیان تعلق کا انحراف اس بات پر ہوتا ہے کہ ان کے نارگذ آٹو نیس کیا ہیں، نہ صرف فالورز۔

کیا بہتری کی ضرورت ہے؟ اس شعبے میں کیا بہتری لائی جاسکتی ہے، دیہر تر ریا چکروتی کہتی ہیں کہ اس وقت لوگوں کا ایک بڑا طبقہ یہ ملتا ہے کہ انفلوکسرز کا کام کوئی سنجیدہ کام نہیں ہے۔ یہ میدیم بہت آرام دہ ہے لہذا لوگ اکثر اسے غلط سمجھتے ہیں۔

اس شعبے میں بہت سی چیزیں ہیں جن کو بہتر کرنے کی ضرورت ہے، جیسا کہ یہاں کوئی کیساں ادائیگی یا تجوہ کا نظام نہیں ہے۔ تشویری ایجنسیاں اس خلاف کام کرتے ہیں لیکن آپ کو اتنی تجوہ نہیں ملتی۔ لیکن ایسا بہت سے دیگر شعبوں میں ہوتا ہے، لیکن گذشت چند سالوں میں جس طرح سے

انفلوکسرز صفت میں تیزی آئی ہے، اس کے پیش نظر فرح کہتی ہیں، میں مستقبل میں یقینی طور پر اپنا کام خود کرنے کو ترجیح دوں گی، اور میرے معاملے میں، میں جو کچھ بھی کروں گی وہ یقینی طور پر آن لائن ہو گا۔

کڑی بن گئے ہیں۔

دو موبائل انٹیلی کے ایڈیٹر اور ڈیجیٹل مارکینگ کے ماہر سنڈیپ بادکی کا مانا ہے کہ انفلوکسرز فی الحال اس شعبے کو کیریز کے بجائے پیشہ و رانہ طور پر دیکھ رہے ہیں۔

وہ کہتے ہیں کہ ان دو طریقوں میں فرق یہ ہے کہ اگر اسے پیشہ و رانہ طور پر دیکھا جائے، تو انسان اپنی چیزوں، بڑی چیزوں اور اسے کیسے کرنا ہے، دغیرہ کو دیکھتا ہے۔ وہ سوچتا ہے کہ مجھے کچھ ایسا کرنا چاہیے جو میں کر سکوں۔ میرے نام

کو داغدار نہ کرے اور یہ کام زیادہ دیر تک کر سکوں۔

فرج کہتی ہیں کہ نہ صرف لوگوں کے رو یہ بد لے بدل رہی ہے۔

بیان بلکہ برائیز بھی زیادہ پروفیشنل ہو گئے ہیں۔

پہلے وہ سمجھتے تھے کہ صرف ایک منٹ کی ویڈیو ہے، اس میں بڑی بات کیا ہے۔ لیکن اب لوگ یہ سمجھتے لگے ہیں کہ اس میں کتنی محنت ہوتی ہے، ایک طویل عرصے تک، زیادہ تر لوگوں کا یہ بھی خیال تھا کہ یہ کام کرنے والوں کی اکثریت نوجوان خواتین کی تھی۔

کچھ لوگوں نے اسے عزت کی نوکری کے طور پر بھی نہیں دیکھا۔ لیکن اب اس پیشے سے وابستہ لوگوں کے کام کرنے کے انداز کے ساتھ ساتھ لوگوں کی رائے بھی بدلتی ہے۔

متاثر کن مارکیٹ کو فروغ دینے کی امید، انفلوکسرز ڈاٹ ان میں شائع ہونے والی ایک رپورٹ کے مطابق یہ باڑا مارکیٹ اگلے پانچ برسوں میں 25 فیصد کی شرح سے ترقی کر سکتی ہے۔

سن 2025 تک اس مارکیٹ کی مایت انٹر روبے میں 2200 کروڑ تک پہنچنے کی توقع ہے۔

متاثر کن مارکیٹ کی امید، انفلوکسرز ڈاٹ ان میں شائع ہونے والی ایک رپورٹ کے مطابق یہ باڑا مارکیٹ اگلے پانچ برسوں میں 25 فیصد کی شرح سے ترقی کر سکتی ہے۔

سن 2025 تک اس مارکیٹ کی مایت انٹر روبے میں 2200 کروڑ تک پہنچنے کی توقع ہے۔

او انفلوکسرز کے ساتھ شراکت کر رہے ہیں۔

ڈیجیٹل سرپیچٹ اور لائف کوچ دیواری ریا جب کہ ٹریول برائیز ٹریول بلاگرز کے ساتھ چکروتی کا خیال ہے کہ اس کاروبار کا منظر نامہ شراکت کر رہے ہیں تاکہ ان کی فروخت میں اضافہ ہو سکے، فوڈ برائیز فوڈ بلاگر کا استعمال کر رہے ہیں۔

وہ کہتی ہیں مسوش میڈیا پلیٹ فارمز کی آمد کے برائیز کے لیے انفلوکسر مارکینگ کا ایک فائدہ یہ پوری طرح بدیل گیا ہے۔

وہ کہتی ہیں بڑی میڈیا پلیٹ فارمز کی آمد کے ساتھ، مواد تحقیق کرنے والوں کو مواد تحقیق کرنے کی آزادی ہے۔ لوگ بھی ان انفلوکسرز کے ساتھ بہت زیادہ تعلق محسوس کرتے ہیں۔

برائیز ایسے متاثر کن افراد کا انتخاب کر رہے ہیں جو اپنے نارگذ صارفین کے لیے مواد تحقیق کرتے ہیں جو زیادتے تھے۔ لیکن اب بہتی آ

رمی ہے۔ پہلے وہ صرف برائیز کو تحقیق کاروں سے جوڑتے تھے۔ لیکن اب وہ مکمل معافیت کر رہے ہیں۔ وہ برائیز اور انفلوکسرز کے درمیان ایک ام

بھی فی وی یا اخبارات پر اشتہار دینے کے بجائے میں اتنی زیادہ سرمایہ کاری نہیں کر رہی ہیں۔







طلبا اور ملکی مسائل

تعلیمی نظام کو مکمل طور پر بدلنا ہوگا

ہمارا تعلیمی نظام نہایت خستہ حالی کا شکار ہے، جس میں طلباء کو کچھ سکھایا نہیں جاتا، صرف لکھایا اور رٹایا جاتا ہے

علم کے ذریعے سے اپنی اصلاح یا معاشرے کے فلاں و بہبود کا جذبہ تو بالکل ہی مفتوح ہو گیا ہے۔ آج ہمارے طلبائی مضمون کا انتخاب کرنے میں اس بات کو مدنظر رکھتے ہیں کہ ان مضمون کا انتخاب کیا جائے جن کو پڑھنے کے بعد ملازمت کے موقع زیادہ ہوں یا زیادہ دولت کمی جائے۔ حالانکہ مضمون کے انتخاب کا درست طریقہ یہ ہوتا ہے کہ وہ مضمون منتخب کیے جائیں جن میں طالب علم کو دلچسپی زیادہ ہو۔ کیوں کہ جس مضمون میں دلچسپی ہو اور اسی کو پڑھا جائے تو زیادہ بہترین اثر برآمد ہوتے ہیں، مجاہد اس مضمون کے جس میں باش کا خیال رکھا جائے کہ کس فن کی معاشرے میں ضرورت ہے۔ اس فن سے متعلقہ مضمون کو اختیار کیا جائے تاکہ اپنے علم کے ذریعے سے معاشرے کو فتح پہنچایا جاسکے مگر ہمارے معاشرے میں صرف ان مضمون کا انتخاب کیا جاتا ہے جن کے ذریعے سے دولت زیادہ کمائی جائے۔ یہی وجہ ہے کہ معاشرے میں ہمیں ہر طرف ملازمت کی خلاف میں ڈگریاں اٹھا کر گھومنے والے توہبت ملنے میں مگر معاشرے کی خدمت کرنے والوں کی تعداد بہت کم ہے۔

معاشرے میں خود غرضی کا عصر بہت زیادہ پایا جاتا ہے۔ اسی وجہ سے ہم دیکھتے ہیں کہ اپنی تغیریوں میں اضافے کیلئے اساتذہ طلباء کو پڑھانا چھوڑ کر

حال اعلیٰ ڈگریوں کا بھی ہے کہ طلباء کو کسی طرح کی اخلاص پہلی گاہ معلم بھی طلباء کو رواہاری اور دوسروں کی خدمت کرنے کا درس دیں۔ مگر ہمارے معاشرے میں علم حاصل کرنے کا اصل مقصد ہی فوت ہو گیا ہے۔ لوگ علوم و فنون سیکھتے ہیں صرف دولت کماں کیلئے شروع سے ہی پہنچ کو سکھایا جاتا ہے۔ والدین، اساتذہ، تعلیمی ادارے اور حکومت کے

فی الواقع
چند روز قبل ایک اہم تحقیقی کی طرف راغب نہیں کیا جاتا، فقط ڈگریوں کے حصول کی دوڑگی ہوئی ہے، جس میں ہر ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کر رہا ہے۔ اسی ضرورت ہے، طلباء کی مسائل کا حل تلاش کریں۔ ان کا پہلا جملہ تو بالکل درست ہے کہ تعلیم ضرورت ہے لیکن دوسرے جملے پر مجھے حرمت ہوئی کہ کیا اُنہیں اپنے ملک کے تعلیمی نظام کی خستہ حالی کا علم نہیں؟

یہ بات درست ہے کہ طلباء کی مسائل کا حل تلاش کرنا چاہیے اور ملک کو ترقی دینے کیلئے اپنا بھرپور کردار ادا کرنا چاہیے۔ یہ ان کی اہم مقصد بھی میں ہوتا ہے اور حصول تعلیم کا اہم مقصد بھی میں ہوتا ہے کہ ہم اپنے مستقبل کے معابر تیار کرے ہیں جو ملک اور معاشرے کے مسائل کے حل کیلئے کوشش کریں اور ملک کو ترقی دینے کیلئے بہترین اقدامات کریں۔ مگر ہمارے ہاں نظام ترقی ایسا ہے جو طلباء کا اس قابل نہیں بناتا۔

ہمارا تعلیمی نظام نہایت خستہ حالی کا شکار ہے، جس میں طلباء کو کچھ سکھایا نہیں جاتا، صرف لکھایا اور رٹایا جاتا ہے۔ اساتذہ بغیر تیاری کے آتے ہیں، جو کتاب پر لکھا ہوتا ہے اسے پورا پڑھ دیتے ہیں۔ طلباء بورڈ سے دیکھ کر کاپی میں نقل کر لیتے ہیں اور پھر اسی کو رنالگا لیتے ہیں۔ اس طرح ایسے امتحانات پاس کر کے دوسرے درجے میں بیٹھ جاتے۔ یہی



بھی نمبروں پر توجہ دے رہے ہیں۔ کسی کو طلباء میں ہے کہ پڑھ لکھ کر افسر بنتا ہے۔ اس لیے بچے کے تعمیری و تعلیقی صلاحیتیں اجاجر کرنے کی لگرنیں۔ ذہن میں یہ بات پختہ ہو جاتی ہے اور وہ صرف حصول ملازمت کیلئے ہی تعلیم حاصل کرتا ہے۔ علم کے ذریعے سے اپنی اصلاح کریں اور اس کے ساتھ حٹک ہے افسر بننا اچھی بات ہے مگر اس کے ساتھ حاصل کیے ہوئے علم سے دوسرے لوگوں کو بھی نفع ساتھ انہیں دوسروں کیلئے ہمدردی بھی سکھانی پہنچائیں۔ اسی طرح معاشرے میں پیار، محبت اور چاہیے۔

مقابلے میں ہمارے ملک میں یہ مجان بھنٹ 5 سے 6 نیصد ہے۔ ہمارے ملک میں بڑے بڑے نامور تعلیمی ادارے ہیں، بڑے بڑے اسکولوں کا تعلیمی معیار بہت اچھا سمجھا جاتا ہے حالانکہ ان کا ملکی ترقی میں کوئی کروڑ تین۔ انہوں نے کوئی محقق، مدبر پیدا نہیں کیے، وہاں فقط انگریزی طور طبقے سکھائے جاتے ہیں اور ہمارے ہاں اسے اچھی تعلیم خیال کیا جاتا ہے۔

اوپر کھینچا گیا نقشہ تو سرسری ساتھا، ورنہ تعلیمی نظام کے حالات اس سے کہیں زیادہ خراب ہیں۔ اخلاقیات کا توجہ نہیں لکھا چکا ہے۔ اساتذہ خود اخلاقیات سے عاری ہیں کیونکہ وہ بھی تو اسی فرسودہ تعلیمی نظام کے فارغ التحصیل ہیں تو وہ طلباء کو کیا سکھائیں گے؟ یہ بات درست ہے کہ طلباء کو ملکی مسائل کا حل تلاش کرنا چاہیے لیکن پہلے طلباء کو اس قابل توجہ بھائی کہ وہ ملکی مسائل کا حل تلاش کر سکیں۔ صرف تقریریں کرنا اور نصیحتیں کرنا تو آسان ہے لیکن عملاً ملکی تعلیمی نظام کو بہتر بنانے کیلئے کوئی کوشش نہیں کرتا۔ اگر واقعی ایسے طلباء اپنیں جو ملکی مسائل کا حل تلاش کریں تو تعلیمی نظام کو عمل طور پر بدلا ہو گا اور ایک نیا تعلیمی نظام لانا ہو گا جس میں طلباء را لگانے کے بجائے کچھ سیکھیں، تجھی وہ ملکی مسائل کا حل تلاش کر سکیں گے۔

مقابلے میں ہمارے ملک میں یہ مجان بھنٹ 5 سے 6 نیصد ہے۔ ہمارے ملک میں بڑے بڑے نامور تعلیمی ادارے ہیں، بڑے بڑے اسکولوں کا تعلیمی معیار بہت اچھا سمجھا جاتا ہے حالانکہ ان کا ملکی ترقی میں کوئی کروڑ تین۔ انہوں نے کوئی محقق، مدبر پیدا نہیں کیے، وہاں فقط انگریزی طور طبقے سکھائے جاتے ہیں اور ہمارے ہاں اسے اچھی تعلیم خیال کیا جاتا ہے۔

اوپر کھینچا گیا نقشہ تو سرسری ساتھا، ورنہ تعلیمی نظام کے الحالات اس سے کہیں زیادہ خراب ہیں۔ اخلاقیات کا توجہ نہیں لکھا چکا ہے۔ اساتذہ خود اخلاقیات سے عاری ہیں کیونکہ وہ بھی تو اسی فرسودہ تعلیمی نظام کے فارغ التحصیل ہیں تو وہ طلباء کو کیا سکھائیں گے؟ یہ بات درست ہے کہ طلباء کو ملکی مسائل کا حل تلاش کرنا چاہیے لیکن پہلے طلباء کو اس قابل توجہ بھائی کہ وہ ملکی مسائل کا حل تلاش کر سکیں۔ صرف تقریریں کرنا اور نصیحتیں کرنا تو آسان ہے لیکن عملاً ملکی تعلیمی نظام کو بہتر بنانے کیلئے کوئی کوشش نہیں کرتا۔ اگر واقعی ایسے طلباء اپنیں جو ملکی مسائل کا حل تلاش کریں تو تعلیمی نظام کو عمل طور پر بدلا ہو گا اور ایک نیا تعلیمی نظام لانا ہو گا جس میں طلباء را لگانے کے بجائے کچھ سیکھیں، تجھی وہ ملکی مسائل کا حل تلاش کر سکیں گے۔

ان کی اپنی ضروریات پوری کرنے کیلئے بھی تاکافی سے فارغ ہوتے ہی اپنا کام شروع کر دیتا ہے۔ اس طرح وہ اپنے لیے بہترین روزگار کا انتظام بھی ملکی مسائل کا حل کیا تلاش کرنا ہے؟ کرتا ہے اور ملک کی صنعت و حرفت کی ترقی کا ہمارے تعلیمی نظام میں فتنہ تعلیم کی بھی کی ہے۔ باعث بھی بتاتا ہے۔

بیہاں ڈگر یوں کی دوڑگی ہوئی ہے جبکہ ملکی ترقی میں ترقی یافتہ ممالک میں جدید تعلیم کے ساتھ ساتھ ملکی ترقی کی خاطر ڈائئرکٹ پے مریضوں کو اسپتالوں میں چھوڑ کر مددوں پر احتجاج کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ اس لیے کہ انہوں نے تعلیم ہی اپنی دولت کا نہ کیا ہے ملکی حاصل کی ہے، نہ کہ اپنی اصلاح اور انسانیت کی خدمت کیلئے۔ جب ہر ایک کی ترجیح حصول ملازمت ہے تو اس وجہ سے آج پر روزگاروں کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے اور اس اضافے کو دیکھ کر بہت سے نوجوانوں کو یہ کہتے ہوئے بھی سن گیا ہے کہ پڑھ کر کیا کریں گے، تو کری تو ملتی نہیں۔ ان کی یہ بات سن کر بہت افسوس ہوتا ہے کہ آج حصول علم کا مقصد فقط حصول ملازمت یا حصول زر ہے۔

طلباء کے حصول تعلیم کا مقصد فقط سرکاری ملازمت ہوتی ہے کہ کسی طرح ڈگری حاصل کریں اور اچھی سرکاری ملازمت مل جائے، ان کی تعلیم کا مقصد صرف اتنا ہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے ملک میں تمام ڈگری ہولڈر ملک کو فائدہ پہنچانے میں ناکام ہیں بلکہ وہ ملک پر بوجھ بنتے جا رہے ہیں، کیونکہ وہ ڈگریاں اٹھا کر سرکاری ملازمت ڈھونڈتے رہتے ہیں۔ سرکاری ملازمت نہ ملنے پر پرانی بیویت ملازمت تلاش کرنے لگ جاتے ہیں اور انہیں کم تجوہ ہوں پر ملازمتیں کرتے رہتے ہیں، جو



تعلیم کو بھی لازمی قرار دیا گیا ہے۔ اکثر ممالک میں طلباء کو اگر ڈگریوں کے حصول میں پڑنے کے اور اوروں کے اندر ہی انہیں مختلف قسم کے ہنزہ سکھائے جائے فیضیم دے دی جائے تو یہ نہ صرف اپنے ہنرمندوں کی نہایت اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ لہذا طلباء کو کوئی نہ کوئی ہنزہ ضرور سکھایا جاتا ہے۔ تعلیمی اور اوروں کے اندر ہی انہیں مختلف قسم کے ہنزہ سکھائے جائے ہیں۔ جیہن کے تعلیمی اوروں میں طلباء کو کیونکہ وہ ملک پر بوجھ بنتے جا رہے ہیں، زراعت بھی سکھائی جاتی ہے۔ جیہن، جاپان، کوریا، فن لینڈ، کینیڈا اور دیگر کئی ممالک میں جہاں فیضیم کے پاس علم کے ساتھ ساتھ بھی ہے۔ جیہن اور ہوتا ہے تو وہ ملازمتوں کی تلاش کے بجائے تعلیم کے بجائے کم تجوہ ہوں پر ملازمتیں کرتے رہتے ہیں، جو



International Commission on Human Rights

Following Human Rights Charter of UNITED NATION



International Commission on Human Rights is endeavoring to bring such Pakistani's prisoners in homeland who are incarcerating their sentences in the jail of different countries of the world.

Initially return of such Pakistani's prisoners shall made from whom countries have treaty with Pakistan under the prisoners transfer agreement i.e. UK, Europe, Turkia, Sri Lanka, Thailand and Gulf etc.

If in above mentioned countries including all over the world your relatives, friends and other are incarcerating the sentences they may contact with details to the Assistant Secretary General of ICOHR by way of following sources.

CENTRAL SECRETARIAT

BC-13, Block-9
Razi Tower, 7th Floor, Clifton
Karachi 75500 - Pakistan
Ph: +92-21-99332615, +92-21-99332617
+92-21-35309034, +92-21-35309035
+92-21-35309036, +92-21-35309037

www.icohr.org



icohrp
info@icohr.org

CHAIRMAN SECRETARIAT

Bungalow No. 134 Main
Khayaban-e-Bahria-V
Defence Housing Authority
Karachi-75500 Pakistan
Ph: +92-21-99332626 +92-21-99332635
+92-21-35245544, +92-21-35245545

رش تھے جیسے شد کی کمپنیوں کا چھتے پر اور فریب گئے تو پہلے چلا کہ لوگ اپنی پسند کی کوئی مناسب چیز تلاش کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ایسا نہیں تھا کہ سب لوگ ڈسکاؤنٹ والے کپڑے خریدنے میں کامیاب رہے بلکہ لوگوں کی اکثریت مناسب اور پسند کی چیز ملنے پر ناکام اوت رہی تھی۔ اس لوت سیل کے موسم میں ہم جس دکان پر بھی پہنچ دہائیں نے لوگوں کے چہرے اترے ہوئے اور مایوس ہی دیکھے۔ نہیں انداز ہو رہا تھا کہ ان کی اسیدوں کو بھی ہماری طرح ٹھیس لگی ہے جو اپنا وقت اور کرایہ خرچ کر کے بظاہر اس ڈسکاؤنٹ میں سے ڈھونکا کھا کر ناکام لوٹنے پر جبو رہتے۔

ایک جو تے کی دکان پر لگی سیل صرف ایک مخصوص میز تک مدد و تھی، جس پر موجود جو تے ہمیں منہ چڑھا رہے تھے۔ ان میں اکثر جو تے تو نے لگ بھی نہیں رہے تھے۔ ایسا لگ رہا تھا کہ سالہ سال یہ جو تے کسی اسٹور میں پڑے ہوئے تھے جن پر کپڑا مار کر نیل پر کرو دیا گیا تھا۔ اگر ان جو توں پر پاش ہی کردی گئی ہوئی تو بھی حالت بہتر ہو گئی۔ ایک دکان پر جو توں کی ایک جوڑی خریدنے پر دوسری جوڑی بالکل مفت تھی۔ لیکن جب اس ایک جوڑی جو تے کی قیمت اور معیار دیکھا تو انداز ہوا کہ بغیر ڈسکاؤنٹ کا جو خریدنے ہے بہتر ہے جس کا معیار اور ڈیزائن اس ڈسکاؤنٹ والے جو توں سے قدرے بہتر ہو گا اور شاید وہ اس سے بھی کم قیمت میں مل جائے۔

میرا ذائقہ متابہ ہے کہ اس قسم کی سیل سے کم ہی لوگ استفادہ کرتے ہیں اور جو فائدہ اٹھانے میں کامیاب ہو جاتے ہیں دراصل وہ بھی دھوکے میں ہی رہتے ہیں۔ تو پھر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ان حال ہی میں سات آٹھ دکانوں کی خاک چھاننے کا ضفول قسم کی ڈسکاؤنٹ سیل سے اصل فائدہ کس کو ہوتا ہے؟ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ جو تے اور کپڑے بنانے والی کمپنیاں لگیں پر تیس فیصد قیمتیں بڑھاتی ہیں اور پھر صارفین کو بے وقوف بنانے کیلئے اپنی مصنوعات پر تین فیصد ڈسکاؤنٹ کی سیل لگا دیتی ہیں۔ لوگوں کا یہ تاثر نہ صرف مشہور برائٹ کیلئے ہے بلکہ آن لائن شاپنگ پلیٹ فارمز کیلئے بھی یہی رائے ہے۔ صارفین کی اکثریت اس لوت میلے یا ڈسکاؤنٹ میل کی اسکیوں کو دھوکا اور فریب سے تنشیہ دیتی ہے۔ اصل فائدہ تو ان کمپنیوں کا ہی ہوتا ہے جو ہر سال سیل کے لیے اشتہارات پر خرچ کرتی ہیں اور سیل کے مخصوص دنوں میں ڈسکاؤنٹ کے نام پر پورا سال کا نفع ایک ساتھ کیا تھیں۔

BIGGEST SALE OF THE YEAR

ڈسکاؤنٹ سیل

دیتے ہیں دھوکا یہ بازی گر کھلا

کمپنیاں اور دکاندار ڈسکاؤنٹ کے نام پر پورا سال کا نفع ایک ساتھ کیا لیتے ہیں۔

بہت شہرت حاصل کر چکی ہیں۔ ان چند کمپنیوں کی صنعت کی سیل میں خریداری کیلئے طویل قطاریں بھی لگتی ہیں، حتیٰ کہ دکاندار ڈسکاؤنٹ سیل کا فائدہ اٹھا کر تھوک میں خریداری کرتے ہیں اور پھر اپنی دکانوں پر کچھ منافع کے عوض دیکھ رہے تھے۔ ایسا لگ رہا تھا کہ سالہ سال یہ صارفین کو خیج دیتے ہیں۔ اس کے علاوہ کچھ کمپنیاں اپنی مخصوص سالانہ پالیسی کے تحت اپنے پرانے ڈیزائن کلیئریں کے نام پر کم قیمتیوں پر خیج دیتی ہیں۔ اب یہ کمپنیاں اپنی کمی مصنوعات پر پانچ روپے کمائے یا بچا سروپے، ان کا توہر حال میں فائدہ ہی ہوتا ہے۔ ہاں کچھ ایسے برائٹ بھی ہیں جو ڈسکاؤنٹ سیل کے بہانے ان دکانوں کا رخ کرتی ہے مگر وہ ہیں کہ ان کے مقابلے یا مسابقت کے برائٹ نے بھی ڈسکاؤنٹ آفر کیا ہے اور وہ بھی اس بیزنٹ میں شریک ہو کر تھوڑا نام اور پیسہ کیا ہے۔

صارفین بھی ہیں جو اپنے پیاروں پر خرچ کرنے کیلئے اپنی جیب نہیں دیکھتے، کسی کے پاس کہ شاید کسی لوت سیل میں کوئی معیاری چیز مثلاً جوتا، جیز یا سرٹ کسی اچھی برائٹ سے خریدی جائے لیکن کوئی کامیابی حاصل نہ ہو سکی، بس خود کا وقت برپا ہوا۔ جہاں جہاں ڈسکاؤنٹ سیل تھی تھی، اس امید پر ہوتا ہے تو کسی کے پاس کریٹ کارڈ کی پیسہ زیادہ ہے تو کسی کے پاس کریٹ کارڈ کی سہولت۔ دوسری طرف ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جن کی قوت خریدتی ہیں۔ اسی سائنس کو کمپنی کو دیکھنے کا موقع ملا اور سن اتفاق کہ ایک مناسب قیمت میں جو تے کا جوزا پسند آ گیا اور پھر ہم نے اسے خرید بھی لیا، جبکہ ہمیں اس کی فی الوقت کوئی خاص ضرورت نہیں تھی لیکن ہم بھلا موقع باٹھے جانے کیوں دیتے۔ یعنی ہمارا فائدہ تو ہو گیا دوسری طرف کمپنی کو بھی کمائی ہو گئی۔ اس قسم میں کچھ قریبی دستاویز سے بات ڈسکاؤنٹ سیل مخصوص نہیں بلکہ ایک حقیقت ہوتی توہاں جا کر معلوم ہوا یہ پیشکش صرف ایک نیل پر موجود پتائوں اور شرٹس پر ہے، جہاں لوگوں کا ایسا

یہ تو تھیں صارفین کی باتیں، کچھ برائٹ یا کمپنیوں کی کرنے کا موقع ملا جو مشہور کمپنیوں کے ملازمین ہیں۔ ان کے مطابق سیل بیزنٹ میں کمپنیاں اپنی